اللہ کے محبوب بندوں کی آخری منزل

جنت

تالیف

الامام شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ
٦٩١ــــ٧٥١ھ

دار الکتب السلفیة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

الحکمۃ لائبریری
کتاب نمبر: 121
AL-HIKMAH LIBRARY

0312-7276700

جنت

جنت

تلک الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملون

اللہ کے محبوب بندوں کی آخری منزل

مختصر حادی الارواح الی بلاد الافراح

کا اردو ترجمہ

جنت

تالیف

الامام شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ

۶۹۱ ــــ ۷۵۱ھ

ترجمہ

مولانا مختار احمد ندوی

ناشر

دار الکتب السلفیہ

۲۶ شیش محل روڈ لاہور ۵۴۰۰۰

0092- 42-7237184-7230271

نام کتاب ---------- جنت

باہتمام ---------- ھناد شاکر

مطبع ---------- پرنٹ یارڈ پرنٹرز

طبع اول ---------- فروری 2007ء

ناشر ---------- دار الکتب السلفیۃ

قیمت ---------- -/45 روپے

لاہور
دار الفرقان' الفضل مارکیٹ ۞ اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ
نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ ۞ مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ
مکتبہ اسلامیہ' غزنی سٹریٹ ۞ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ

فیصل آباد
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار ۞ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار

ملتان
دار السلام بیرون بوہڑ گیٹ ۞ فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ

گوجرانوالا
والی کتاب گھر' اردو بازار' گوجرانوالا

چیچہ وطنی
اسلامی کتب خانہ' ڈاکخانہ بازار' چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

فہرست

مقدمۃ الکتاب

دنیا کی لذتوں کے نشے میں مدہوش انسان کہ جہاں اس کی عیش و مستی میں ہر لحہ جذبات کو برانگیختہ کرنے والے مناظر اسے عالم آخرت سے غافل کر رہے ہیں۔ خلوت وجلوت، کوچہ و بازار کے ہر کونے پر شیطان اپنے کارندوں کی فوج اور اپنے دلالوں کا گروہ لیے کھڑا لذت نفس، اور اتباع ہویٰ و ہوس کی دعوت دے رہا ہے، جہنم کی طرف جانے والے تمام راستے انسانوں کے جم غفیر سے بھرے ہوئے ہیں اور آدم کے بیٹے اور بیٹیاں معصیت کے دریا میں ننگ دھڑنگ غوطہ زن ہیں۔ یہ گندی، بدبودار، غلیظ، دنیا ان کا ملتہائے مقصود بنی ہوئی ہے اور ہر شخص دنیا دار بنا، دنیا داری کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

معصیت کی اس تیز رفتار دنیا میں اگر کسی کو عالم آخرت کی طرف مڑ کر دیکھنے کی دعوت دی جائے تو شاید جنت کے اس داعی کی آواز صدا بصحراء ثابت ہو یا نقار خانے میں طوطی کی کمزور آواز کی طرح ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جائے۔

لیکن اس حقیقت کو سب جانتے ہیں کہ دنیا فانی ہے، یہاں کی ہر چیز آنی جانی ہے ہر ایک کو موت سے دو چار ہونا ہے۔ کوئی شخص دنیا سے جا کر واپس نہیں آیا، آج وہ تو کل ہماری باری ہے، عالم آخرت حق ہے، سب کو میدان حشر میں جمع ہونا ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو سفر آخرت کے انتظار میں زندگی کو اعمال حسنہ سے مالا مال کر کے جزا اور ثواب کی امید لیے تیاری میں مصروف ہیں۔

اہل معصیت تو سانس کے آخری لمحے تک دنیا میں غرق رہتے ہیں اور ان کا حال بد تو ایک خوفناک اور نا قابل بیان اور دردناک حقیقت ہے جس کے ذکر کے لیے ایک مستقل کتاب چاہیے۔

لیکن وہ خوش نصیب انسان جنہوں نے اپنی دنیا کو آخرت کی کھیتی بنا کر گزارا، اپنا سارا مال و متاع عالم آخرت میں بھیج کر وہاں اپنی جنت کو ابدی دار القرار بنالیا اور وہ اپنی جنت کی یاد میں تڑپ رہے ہیں۔ ہاں! وہی جنت جو اس وقت بھی ان کے لیے تیار موجود اور اپنے باسیوں کی منتظر ہے۔

زیر نظر کتاب اسی جنت ابدی کی سچی دستاویزی تصویر ہے۔اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ جنت کی چابی، جنت کی وسعت، اس کی تعداد، اہل جنت کے اوصاف، وہاں کے عیش و آرام، جنت کی خوش نصیب خواتین، جنت کے بیش بہا محلات، حوریں، خدام، جنت کے بازار، جنتیوں کے دربار اور آخر میں جنت کی سب سے بڑی خوشی اپنے معبود و مسجود رب العالمین کا دیدار، اس کے عرش وکرسی کا ذکر، اس کی ناقابل بیان نعمتوں کا تفصیلی مطالعہ، یہ سب اس کتاب میں بڑی تحقیق اور احتیاط کے ساتھ قرآن وحدیث کے دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔

یہ کتاب دراصل "حادی الارواح الی بلاد الافراح" کا اردو ترجمہ ہے، جس کے مصنف، امت اسلامیہ کے ایک مجدد، مصلح، محدث اور خطیب الامام الحافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابی ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنھوں نے اس نادر اور لطیف کتاب میں جنت کا ایسا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ جس کو پڑھ کر جنت کی ایک ایسی تصویر ذہن میں آتی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے، ورنہ جنت تو حقیقت میں ہمارے وہم وخیال سے بالاتر ہے، ہم جتنا اس کی بابت پڑھیں اور سوچیں گے وہ اس سے کہیں بالاتر ہوگی۔

جنت کی تعریف نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ "جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان سے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا"۔

اس کتاب میں ان خوش نصیب مومنوں کا ذکر ہے جن کے لیے بطور انعام جنت بنائی اور سنواری گئی ہے اور ان اعمال کا بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جن کی وجہ سے یہ جنت ان عاملین اور محبین کے لیے مخصوص کی گئی ہے، جنہیں قرآن نے انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کہہ کر پکارا ہے۔

جنت پاکیزہ مکان ہے اس کے مکین بھی پاکیزہ ہوں گے، شرک دنیا میں سب سے گندہ عقیدہ اور مشرک سب سے گندہ انسان ہوتا ہے اس لیے جنت ایسے گندے لوگوں سے پاک رہے گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" اور "اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ اور وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ" ایسے مشرکین اور

نجس لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کی ہے۔

جنت تو ان پاکیزہ خوش نصیب لوگوں کا مسکن ہے، جو شرک اور بت پرستی سے پاک ہونگے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من قال لا اله الا الله دخل الجنة . (بخاری و مسلم)

''جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا وہ بیشک جنت میں جائے گا۔''

کلمہ توحید جنت میں داخل ہونے کا اوّلین اور بنیادی سبب ہے اس کے بغیر جنت میں داخل ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور ایمان کی اسی بنیادی شرط پر ہی آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے۔

اس کے بعد نبی ﷺ کی نبوت صادقہ پر کامل ایمان اور آپ کی کامل اتباع جنت کا لازمی سبب ہے توحید و رسالت پر ایمان اور اس کے واجبات اور تقاضوں پر عمل جنت کی ضمانت ہے۔

جنت میں داخل ہونے کے بہت سے اسباب ہیں جو سب مل کر مومن کو جنت کا حقدار بناتے ہیں، لیکن اسلام اور اس کے بعد جنت میں داخلے کا راستہ کلمہ توحید کے اقرار اور اتباع سنت کے بعد ہی کھلتا ہے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ ان محدّثین، موحدّین اور متبعین سنت میں سے ہیں کہ جن پر امت مسلمہ کے لوگ قیامت تک فخر اور اعتماد کریں گے اس لیے کہ وہ نبی ﷺ کی امت میں ایک عظیم مجدد ہیں جن کی توحید و سنت میں ڈوبی ہوئی کتابیں ہر مسلمان کے لیے مشعل راہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ اے رب العٰلمین ہمیں اس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرما اور ہمارے لیے جنت کی راہ ہموار فرما اور مؤلف، مترجم، ناشرین، معاونین اور قارئین کو اس کا اجر جزیل عطا فرما۔ آمین۔

خلادشاکر

6-02-2007

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

جنت اس وقت موجود ہے

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین، اہل سنت، اہل حدیث، فقہاء اسلام رحمہم اللہ اور اصحاب زہد و تصوف اس بات پر متفق ہیں کہ جنت آج بھی موجود اور ثابت و برحق ہے، جس کے دلائل کتاب و سنت اور دین کے علوم و حقائق سے معلوم ہیں، نیز تمام انبیاء علیہم السلام اوّلین و آخرین نے جنت کے حق اور ثابت ہونے کی اپنی اپنی امتوں کو دعوت دی۔

قدریہ اور معتزلہ فرق کے علاوہ جنہوں نے جنت کے آج موجود ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن جنت کو پیدا کریں گے اور ان کا یہ کہنا کہ جزا اور انعام کا فیصلہ کرنے سے پہلے جنت کا پیدا کرنا بیکار ہے، کیونکہ ضرورت اور وقت سے پہلے جنت کا پیدا کرنا فعل عبث ہے اور وہ بلا وجہ مدتوں خالی پڑی رہے گی جیسی لغو باتیں کہہ کر انہوں نے اپنے عقلی گھوڑے دوڑا کر حقائق کا انکار کیا اور اہل علم کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دیا ہے۔

بہر حال سلف صالحین کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس عقیدے پر تمام اہل سنت اور اہل حدیث بلا اختلاف متفق اور متحد ہیں۔

جنت کے وجود پر کتاب وسنت کے دلائل

①...... جنت کے وجود پر قرآن مجید کی یہ آیات وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝

(النجم:۱۳۔۱۵)

''اور بے شک نبی (ﷺ) نے اس (فرشتہ) کو ایک باراور (بھی) دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے۔''

یعنی رسول اللہ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا اور اسی کے پاس جنت الماویٰ کو دیکھا۔

②...... جیسا کہ صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث معراج جس کے آخر میں یہ ذکر ہے کہ ''پھر مجھے جبریل علیہ السلام لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک گئے، جس کو ایسے مختلف رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا کہ میں اس کی حقیقت بیان نہیں کرسکتا، اس کے بعد میں جنت میں داخل ہوا جس میں موتی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

③...... صحیحین میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص مرتا ہے تو صبح وشام اسے اس کا مقام دکھایا جاتا ہے، اگر مرنے والا جنتی ہے تو اہل جنت کا مقام دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ جہنمی ہے تو اہل جہنم کا مقام دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ قیامت قائم نہ کرے تمہارا مقام یہی رہے گا۔

④...... صحیحین میں بخاری کے الفاظ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے فرمایا، سورج اور چاند اللہ

تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جو کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں گہناتے، جب تم سورج میں گہن دیکھو، تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اس وقت لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ پر کوئی چیز لی، پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی اور اس میں سے ایک گچھا لینا چاہا اور اگر میں اسے لایا ہوتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے۔

⑤...... صحیح بخاری میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گہن کی نماز کے ذکر میں آپ ﷺ نے فرمایا: جنت مجھ سے اتنی قریب ہوگئی تھی کہ اگر میں چاہتا تو اس کے میووں کے گچھے میں سے ایک گچھا ساتھ لے آتا۔

آپ نے فرمایا کہ میں جہنم سے قریب ہوا اور وہاں ایک عورت کو دیکھا جسے ایک بلی نوچ رہی تھی، میں نے پوچھا، اس کا کیا حال ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک و پیاس سے تڑپ کر مرگئی، کیونکہ عورت نے بلی کو کھلایا پلایا نہ تھا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ وہ کہیں سے کھا پی سکے۔

ایسی ہی روایت صحیحین میں جابر بن عبداللہ سے اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بھی ہے۔

⑥...... صحیح مسلم میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم وہ چیز دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی ہے تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ نے کیا دیکھا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا تھا۔

⑦...... موطا اور سنن میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مردہ) مومن کی روح ایک چڑیا کی صورت میں جنت کے درخت میں لٹک رہی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس کو مومن کے جسم مین لوٹا دیگا۔

اس حدیث سے صاف واضح ہورہا ہے کہ روح قیامت سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

⑧...... اہل سنن نے کعب بن مالک سے روایت کیا ہے جس کو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہیداء کی ارواح سبز چڑیوں کی صورت میں جنت کے پھلوں کے ساتھ لٹکتی ہیں۔

اس حدیث کا پورا متن ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے آخر میں اس جگہ آئے گا جہاں اہل ایمان کی روحوں کا قیامت سے پہلے جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہوگا۔

اسی طرح اس مضمون کی دوسری متعدد صحیح احادیث سیدنا ابو ہریرہ، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی احادیث مروی ہیں۔

⑨...... کچھ لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جنت کے وجود کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں داخل کئے جانے اور پھر وہاں درخت کا پتہ کھانے کی وجہ سے ان کے نکالے جانے کے مشہور قصے سے کیوں نہیں استدلال کیا جاتا کیونکہ یہ دلیل تو بہت واضح ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے اس مشہور قصے سے استدلال کرنا اس لیے صحیح نہیں کہ اس قصے میں بڑا ابہام ہے کہ وہ کونسی جنت تھی جس میں سیدنا آدم رکھے گئے اور پھر نکالے گئے، کیا وہ وہی جنت الخلد ہے جس میں اہل ایمان قیامت کے دن داخل ہوں گے یا کوئی اور دوسری جنت؟

⑩...... جنت اور جہنم کے موجود ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے معراج کی رات میں جنت اور جہنم کی سیر کی اور اس کی تفصیلات سے امت کو آگاہ کیا۔

ان لوگوں کے شبہات جن کا خیال ہے کہ جنت ابھی پیدا نہیں کی گئی ہے

①...... کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر جنت اس وقت موجود ہے تو وہ لازمی طور پر قیامت کے دن فنا ہو جائے گی اور جنت میں جو کچھ موجود ہے وہ سب بھی فنا ہو جائے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ . (القصص:٨٨)

اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

اس طرح جنت، حور عین اور کمسن بچے سب فنا ہو جائیں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنت دارالخلد ہے کہ جنت کے تمام ساز و سامان ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں اور جو لوگ جنت میں ہوں گے انہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی باتیں دو طرح کی نہیں ہوتیں کہ کبھی کچھ ہوں اور کبھی کچھ۔

②...... دوسرا شبہہ یہ ہے کہ جامع ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہیے اور انہیں بتائیے کہ جنت پاکیزہ مٹی، میٹھے پانی اور سبزہ دار وادیوں کی شکل میں ہے اور اس کے پودے سبحان اللہ اورالحمد لله اور لا اله الا الله اور الله اكبر ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس نے، سبحان الله و بحمده، کہا اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت اُگے گا، یہ حدیث صحیح ہے اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ اگر جنت مخلوق اور خالی میدان ہے تو وہ سبز وادیوں کی شکل میں کیسے ہو سکتی ہے اور ان درختوں کے اس میں اگنے کا مطلب کیا ہے؟

③...... لوگوں نے یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ''من بنى لله مسجداً بنى الله له بيتا في الجنة ''یعنی جس نے اللہ کے لیے ایک مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ حدیث کا یہ ٹکڑا، ایک شرط اور ایک جزاء سے مرکب ہے اور اہل عرب کے اجماع سے یہ ثابت ہے کہ جب شرط پوری ہوگی تو جزا واقع ہوگی اور اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا عثمان، علی اور جابر اور انس اور عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث ثابت ہے، لہٰذا بنی ہوئی جنت کا بنانا کیا معنی، یہ تو ایسا ہے کہ اگر کسی نے کسی کے لیے کپڑا بنا ہو تو اس سے کہا جائے کہ میرے لیے کپڑا بن دو۔

④...... احادیث میں ہے کہ جب تک بندہ عمل کرتا رہتا ہے تو فرشتے جنت میں درخت

لگاتے رہتے ہیں اور اس کے لیے مکان تعمیر کرتے رہتے ہیں، اور جب بندہ عمل کرنے میں سست ہو جاتا ہے تو فرشتے بھی اس کے لیے کام کرنے سے سست ہو جاتے ہیں۔

اعتراض کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ جنت کے موجود اور مخلوق نہ ہونے کے بارے میں صرف اہل بدعت اور معتزلہ ہی نہیں کہتے، بلکہ ابن مزین نے ابن نافع کے حوالے سے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور ابن نافع تو ائمہ سنت میں سے ہیں ان سے جنت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مخلوق ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں خاموش رہنا ہی افضل ہے۔

ان اعتراضات کا جواب

جنت کے اس وقت موجود ہونے کے بارے میں دلائل بیان کیے جا چکے ہیں جو بہت کافی ہیں، ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے اس کہنے کا کیا مطلب ہے کہ جنت ابھی تک پیدا نہیں کی گئی، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت معدوم چیز ہے جو ابھی تک وجود میں نہیں آئی؟ اور یہ صور پھونکے جانے اور اس کے بعد لوگوں کے قبروں سے اٹھنے جیسی بات ہے، اگر تمہارے کہنے کا یہی مطلب ہے تو یاد رکھو کہ ایسا کہنا باطل ہے کیونکہ اس کی تردید ان تمام احادیث سے ہوتی ہے جن کا ذکر اس سے پہلے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے اور تمہارے اس خام خیال کا سلف اور اہل سنت میں سے کسی سے ثبوت نہیں ملتا، اگر جنت کے ابھی پیدا نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اسباب و وسائل کے ساتھ مکمل طور پر موجود نہیں ہے اور رفتہ رفتہ مکمل ہو رہی ہے اور جب اہل ایمان اس میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے داخلے کے وقت جنت میں ضروری اشیاء مہیا فرما دیں گے، تو ایسا کہنا حق ہے جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ جنت کے مخلوق اور موجود نہ ہونے کے قائلین کے دلائل بس اتنے ہی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کہ تسبیح و ذکر کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں پودے لگاتے ہیں بندوں کے اعمال و صدقات سے اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے لیے مکانات کی تعمیر میں بھی وسعت فرماتے ہیں تو ان باتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنت ابھی مخلوق اور موجود نہیں ہے۔

اور رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ" یعنی اللہ کی ذات کے سوا باقی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی، تو اعتراض کرنے والوں نے اس آیت کا مطلب

اور وہ صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھا جو سلف صالحین نے بیان فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے آیت ''كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی ہر چیز فنا ہو جائے گی اور ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ 'وجھہ' سے جو چیز مراد لی جاسکتی ہے وہ چیز فنا نہیں ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا" وجھہ" کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک یہی مذہب اہل علم اصحاب حدیث اور اہل سنت کا ہے اور میں نے اہل شام اور اہل حجاز کے علماء سے بھی یہی سنا ہے اور سلف کے اس مذہب کی جو شخص بھی مخالفت کرے گا تو وہ بدعتی گمراہ اور راہ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔

یہ حق ہے کہ جنت اور جہنم پیدا کی جاچکی ہیں، اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان کو پیدا کیا ہے اور جنت اور جہنم کے لیے مخلوق بھی پیدا کی گئی ہے، نہ جنت و جہنم کبھی فنا ہوں گی اور نہ ہی ان کی مخلوق اس لیے اب اگر کوئی بدعتی اور گمراہ شخص ''كل شيء هالك الا وجهه'' اور اس جیسی مشتبہ آیت سے اس قسم کی باتیں اخذ کرے تو اس کو دوٹوک جواب دینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے لیے فنا اور ہلاکت لکھ دی ہے وہ ضرور ہلاک ہوگی اور جب کہ جنت اور جہنم تو ہمیشہ باقی رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہیں اور یہ دونوں آخرت کی چیز ہیں دنیا کی نہیں۔ اسی طرح حورعین قیامت قائم ہونے کے وقت مریں گی نہیں، نہ ہی صور پھونکے جانے کے وقت اور نہ کسی اور مرحلے پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں باقی رہنے کے لیئے پیدا کیا ہے موت اور فنا کے لیے نہیں، جس کا عقیدہ اس کے خلاف ہو تو وہ گمراہ، بدعتی اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے اور خلال نے کہا کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے رسالہ ''السنة'' میں لکھوایا تھا کہ جنت اور جہنم دونوں مخلوق ہیں جیسا کہ حدیث مذکور ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں جنت میں گیا تو وہاں میں نے ایک محل دیکھا اور کوثر دیکھا، جہنم میں جھانکا تو اس میں دیکھا کہ اکثر لوگ ایسے ویسے ہیں، لہٰذا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جنت اور جہنم پیدا نہیں کی گئی ہیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو جھٹلا رہا ہے وہ جنت کا منکر ہے اگر وہ اس عقیدے سے توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کردینا چاہیئے۔

دوسرا باب

جس جنت میں حضرت آدم آباد تھے اس کے بارے میں علماء کا اختلاف

اللہ تعالیٰ کا آدم سے یہ ارشاد فرمانا: اُسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ (البقرة: ۳۵)
آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں ٹھہرو۔

منذر بن سعید اپنی تفسیر میں اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اسی جنت خلد میں ٹھہرایا تھا جس میں قیامت کے دن اہل ایمان ٹھیریں گے۔

کچھ دوسرے علماء نے کہا کہ یہ ایک الگ جنت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے ٹھہرنے کے لیے خاص طور پر بنایا تھا یہ جنت الخلد نہیں تھی اور یہ قول دلائل اور شواہد سے بہت قوی ہے۔

ماوردی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس جنت میں حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے ٹھہرایا تھا تو اس کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ وہی مشہور جنة الخلد ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ وہ جنت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کے لیے الگ سے بنایا تھا جسے آزمائش کا مقام بنایا گیا اور یہ وہ جنة الخلد نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے انعام وجزا کا گھر بنایا ہے۔

اس قول کے قائلین بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ جنت آسمان میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو وہیں سے نیچے

اتارا تھا، یہ حسن بصری کا قول ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جنت زمین میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اسی زمین میں درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا دوسرے پھلوں سے نہیں منع کیا تھا، یہ ابن بحر کا قول ہے۔ ابوالقاسم بلخی اور ابومسلم الاصبہانی کا قول ہے کہ یہ جنت زمین میں ہے اور نیچے اترنے کا مطلب یہ لیا ہے کہ ایک قطعہ ارضی سے نکل کر دوسری جگہ منتقل ہونا ہے جیسا" اھبطوا مصرا" سے واضح ہوتا ہے یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

دوسرا قول: اور یہ جبائی کا قول ہے کہ یہ جنت ساتویں آسمان پر ہے۔

ایک تیسرا گروہ ہے اور یہی جمہور کا قول ہے کہ یہ جنت دارالثواب ہے اور اس قول کو ابوعیسیٰ الرمانی نے بھی اختیار کیا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ کا بھی یہی قول ہے۔

اور چوتھا قول یہ ہے کہ یہ تمام اقوال ممکن ہیں اور دلائل باہم متصادم ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں توقف اختیار کرنا چاہئے اور قطعیت سے کوئی بات نہیں کہنی چاہئے۔

ابوزید المالکی کہتے ہیں کہ میں نے ابن نافع سے جنت کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ مخلوق ہے، تو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں خاموش رہنا ہی افضل ہے۔

ابن عیینہ نے ارشاد الٰہی

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰیo (طه: ۱۱۸)

"کہ اس جنت میں تم نہ بھوکے ہوگے نہ ننگے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جنت زمین ہی میں ہے" ابن نافع اور ابن عیینہ دونوں اپنی علمی حیثیت میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں اور ہم بھی ان حضرات کے اقوال کے علاوہ کچھ نہیں کہتے اگر جنت سے مراد جنۃ الخلد ہے تو آدم اس میں ہمیشہ رہتے نکلتے کیوں؟ اور ہمارا استدلال تو قرآن سے ہے۔ اور جن لوگوں نے اس بارے میں قطعیت کا فیصلہ کیا ہے تو ان کے پاس بھی کوئی دلیل نہیں ہے اور اگلے باب میں ہم ان شاء اللہ دونوں فریقوں کے دلائل کو بیان کریں گے اور ہم ان کی موافق اور ناموافق تمام باتیں بیان کریں گے۔

تیسرا باب

جنت کے بارے میں فریقین کے موافق اور غیر موافق دلائل

ان کی دلیل جنہوں نے کہا کہ یہ جنۃ الخلد ہے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارا یہ کہنا وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اس کے سوا ان کے دل میں کوئی دوسرا خیال آیا ہی نہیں۔ اور اکثر لوگ اس بارے میں کسی اختلاف سے لاعلم ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کریگا، تمام اہل ایمان کھڑے ہو جائیں گے اور جنت ان کے قریب کردی جائے گی۔ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے اے ہمارے باپ ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے، حضرت آدم فرمائیں گے کہ تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا ہی نے نکلوایا تھا، راوی نے پوری حدیث بیان کردی، علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کو نکالا گیا تھا یہ وہی جنت ہے جس کے کھلوائے جانے کی درخواست کررہے ہیں۔

اور صحیحین میں آدم اور موسیٰ کے مباحثے والی حدیث میں ہے کہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے باپ آپ نے جنت سے خود کو بھی نکلوایا اور ہم سب کو بھی اور اگر جنت زمین پر رہی ہوتی تو لوگ ان باغوں سے نکلتے نہ کہ جنت سے۔

لوگوں نے یہ بھی کہا کہ سورہ بقرہ میں ہے:

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ (البقرة: ٣٦)

''پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلایا اور جس عیش و نشاط میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ بہشت بریں سے چلے جاؤ تم ایک دوسرے

کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش مقرر کر دیا گیا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان کا جنت سے زمین کی طرف اترنا دو وجوہات سے ثابت ہے، اول، لفظ "اھبطوا" یعنی وہ بلندی سے نیچے کی طرف اترے۔

اور دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے، ولکم فی الارض مستقر "اھطبوا" کے حکم کے بعد ہے، یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکل کر زمین پر اپنے مقررہ مقام پر ٹھہرنے کا حکم فرمایا، اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے ٹھہرنے کی جگہ زمین پر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم اس حکم سے پہلے زمین پر نہیں تھے۔

اس کی تائید سورہ اعراف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۝ (الاعراف: ۲۵)

"تم اسی جنت میں زندگی گزارو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے تم نکالے جاؤ گے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنت زمین پر رہی ہوتی تو ان سب کی زندگی اسی جنت ارضی میں گزرتی یہاں سے نکالے جانے کے پہلے اور اس کے بعد بھی۔ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی جنت کا ایسا وصف بیان کیا ہے جو صرف جنة الخلد ہی میں پایا جاتا ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ۝ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ۝

"یہاں تم کو یہ آرام ہوگا کہ تم نہ بھوکے رہو گے نہ ننگے، اور نہ تمہیں پیاس لگے گی نہ دھوپ۔" (طٰہٰ ۱۱۸۔ ۱۱۹)

اور ان اوصاف کا دنیا میں پایا جانا ممکن نہیں، کیونکہ آدمی اگر انتہائی پاکیزہ مکانوں میں بھی رہے تو تب بھی اس کو یہ چیزیں محسوس ہوں گی، اور اللہ تعالیٰ نے بھوک اور پیاس اور ننگا پن اور

دھوپ کے درمیان مقابلہ کیا ہے، اس لیے کہ بھوک اندرونی ضرورت ہے اور ننگا پن باہری ذلت ہے، اور پیاس باطنی گرمی ہے اور دھوپ ظاہری گرمی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے باشندوں سے یہ ظاہری اور باطنی ذلت اور ضرورت کو ختم کر دیا اور جنت الخلد کے رہنے والوں کا حال ایسا ہی ہوگا۔

جنة الخلد کے دنیا میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر یہ جنت دنیا میں رہی ہوتی تو حضرت آدم شیطان کے اس بہکاوے اور جھوٹ کو اچھی طرح جان لیتے جب اس نے کہا تھا کہ:

هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْکٍ لَّا یَبْلٰی ○ (طٰه : ۱۲۰)

”کیا میں تم کو ایسا درخت اور کبھی ختم نہ ہونے والی بادشاہت کے بارے میں راہنمائی نہ کروں۔“

کیونکہ حضرت آدم یہ خوب جانتے تھے کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور بادشاہت ختم ہو جانے والی ہے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جنت کا ذکر ہمیشہ لام تعریف کے ساتھ معرفہ کی صورت میں کیا جاتا ہے کہ ارشاد ہے (اسکن انت وزوجک الجنة) آدم تم اور تمہاری بیوی اس خاص جنت میں رہو۔ اس طرح اور بھی جگہ مذکور ہے اور جنة الخلد کے سوا کوئی اور جنت ایسی نہیں جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو مخاطب کیا ہو، بس یہی جنة الخلد ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے متقیوں سے وعدہ فرمایا ہے، اس لیے جنة الخلد ہی کا نام اس جنت کے لیے معروف اور مخصوص سمجھا جانے لگا ہے اور جنت کا مفہوم اہل ایمان جنة الخلد ہی سمجھتے ہیں۔

اگر جنة الخلد کے سوا کوئی دوسری جنت مراد ہوتی تو اس کا ذکر کسی عمومی طور یا کسی سیاق وسباق کے ذریعے کیا جاتا جس سے معلوم ہوتا کہ یہ جنة الخلد نہیں بلکہ دنیا کی عام جنت ہے۔

عام جنت کا ذکر قرآنِ کریم میں ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ ○ (الکھف : ۳۲)

''انگور کے دو باغ''

اور دوسری مثال عام جنت کے سلسلے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ ۝ (الکھف: ۳۹)

''اور بھلا جب تم اپنی جنت میں داخل ہوئے۔''

اور تیسری مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول:

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۝ (القلم: ۱۷)

''ہم نے ان کو آزمایا جیسے ہم نے باغ والوں کو آزمایا۔''

جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ذکر اس جنت کا ہے جو زمین میں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کی زبانی ہمیں یہ خبر دی ہے کہ جنۃ الخلد میں داخلہ قیامت کے دن ہوگا۔ جس کا وقت ابھی نہیں آیا ہے، اس لیے یہ جنت زمین میں ہے اور اس نظریہ کے قائلین کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لیے جس جنت کا وعدہ فرمایا ہے اس کو ''دار المقامہ'' کا نام دیا ہے یعنی قیام کرنے کی جگہ اور جو شخص اس میں داخل ہوگا تو وہ وہاں قیام کریگا، جبکہ حضرت آدم جس جنت میں داخل ہوئے تھے وہاں انہوں نے قیام نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس جنت کو ''جنۃ الخلد'' بھی کہا ہے، جب کہ حضرت آدم اس جنت میں ہمیشہ نہیں رہے بلکہ اس میں سے نکالے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جنت کا نام ثواب اور جزاء کا گھر بتایا ہے جبکہ کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے کی جگہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت کو دار السلامۃ سلامتی کا گھر بتایا ہے نہ کہ آزمائش اور امتحان کا گھر، جبکہ حضرت آدم وہاں آزمائش میں ڈالے گئے بلکہ بہت بڑی آزمائش میں ڈالے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس جنت کا یہ وصف بتایا ہے کہ اس میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی جائے گی، جبکہ حضرت آدم سے جنت میں داخل ہونے کے بعد غلطی ہوگئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس جنت کا نام دار السلام رکھا ہے جبکہ آدم وحواء اس میں داخل ہونے

کے بعد فتنے میں مبتلا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے والوں کی بابت فرمایا کہ اس میں داخل ہونے والا کبھی نکالا نہیں جائے گا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: **وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ**○(الحجر ۴۸) جبکہ آدم اور حوا وہاں سے نکالے گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی خبر دی **لا لغو فيها و لا تاثيم** جس کے پینے سے نہ ہزیان ہوگی نہ گناہ کی بات۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس جنت کو **مقعد صدق** فرمایا، یعنی سچائی کا مقام جبکہ اسی جنت میں ابلیس نے جھوٹ بولا اور جھوٹی قسم اٹھائی۔

اور لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ○ (البقرہ: ۳۰)

''یعنی میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے زمینی خلیفہ کی بابت فرمایا ہے اور **جنت المأوٰی** میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ ○ (البقرہ: ۳۰)

''یعنی کیا آپ اس زمین میں ایسے (خلیفہ) کو رکھیں گے جو اس میں دنگا فساد کریگا اور خون بہائے گا۔''

جبکہ جنت میں ایسی باتوں کا ہونا محال ہے۔

یہ بھی کہا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین میں پیدا کیا اور کہیں بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ انہیں بعد میں آسمان کی طرف اٹھایا، اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین پیدا کرنے کے بعد آسمان جنت کی طرف اٹھالیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ذکر بھی ضرور فرماتے، کیونکہ زمین سے آسمان تک حضرت آدم کو لے جانا تو ان کی جسمانی اور روحانی معراج ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ ضرور فرماتے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ آسمانوں کے اوپر کی جگہ زمین کی اس مٹی کی متحمل نہیں جو اپنے بدلنے اور الٹنے پلٹنے کی وجہ سے بدبودار ہو جاتی ہو،

ایسی مٹی تو زمین پر ہی ہو سکتی ہے۔

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور انہیں زمین پر خلیفہ بنا دیا اور ابلیس نے ان کو اسی جگہ بہکایا جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں آباد کیا تھا۔ جبکہ ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر اتار دیا تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام فرشتوں کو یہ خبر بھی کر دی تھی کہ میں زمین پر خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔ اور یہ بات کہ امتحان اور ذمہ داری کی وجہ سے دار الخلد جزاء اور ثواب کا مقام ہے اور اس جنت میں نہ کوئی بیہودہ بات ہوئی نہ گناہ نہ جھوٹ اور جو شخص جنت میں داخل ہوگا اس میں سے نکلے گا نہیں نہ وہاں اس کو رنج وافسوس ہوگا نہ خوف نہ نیند اور اللہ تعالیٰ نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے جبکہ ابلیس تو کافروں کا سردار ہے۔ تو یہ سارے دلائل اور معلومات کو جب ایک دوسرے کے ساتھ جمع کر دیا جائے اور ایک انصاف پسند آدمی اس بارے میں غور کرے تو دلیل کا علم اس کے لیے بلند ہوگا اور وہ تقلید کی پستی سے نکلے گا اور حق اس کے لیے واضح ہو جائے گا۔

چوتھا باب

جنت کے دروازے

① ...... صحیحین میں ابو حازم کے واسطہ سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

" فی الجنة ثمانية ابواب، باب منها یسمی الریان لا یدخله الا الصائمون "

جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک باب کا نام "الریان" ہے جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

② ...... صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اے عبداللہ یہ بڑی بھلی بات ہے، تو جو شخص اہل نماز میں سے ہوگا، اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل جہاد میں سے ہوگا، اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل صیام میں سے ہوگا تو اسے باب الریان سے بلایا جائے گا، اس پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ تو ضرور ہے کہ لوگ انہی دروازوں میں سے بلائے جائیں گے لیکن کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بیشک، اور مجھے یقین ہے کہ وہ شخص آپ ہوں گے!

③ ...... صحیح مسلم میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص پورا وضو کرے، پھر یہ کہے:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له، واشهد ان محمدا عبده ورسوله الا فتحت له ابواب الجنة الثمانية يدخل من ايها شاء.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے جائیں گے وہ ان میں سے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔

ترمذی نے اشهد ان لا الـه الا الله کے بعد یہ اضافہ کیا اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين ۔

یعنی اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنادے اور مجھے خوب پاک صاف رہنے والوں میں سے بنادے۔

ابوداؤد اور امام احمد نے مزید اضافہ فرمایا۔ ثم رفع نظره الى السماء فقال پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف کرے اور یہ دعا پڑھے۔

④......امام احمد نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ''جس نے وضو کیا اور خوب اچھا وضو کیا، پھر تین مرتبہ کہا:

اشهد ان لا الا الله وحده لا شريك لهٔ واشهد ان محمدًا عبده ورسوله فتح له ابواب الجنة الثمانية من ايها شاء دخل.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

⑤......ابن ماجہ میں عتبہ بن عبداللہ السلمی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے۔

ما من مسلم يتوفى له ثلاثة من الولد لم يبلغوا الحنث الا تلقوه من ابواب الجنة الثمانية من ايهاشاء.

''جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرگئے ہوں وہ اسے جنت کے

آٹھوں دروازوں میں ملیں گے وہ شخص ان میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہوگا۔“

جنت کے دروازوں کی وسعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ثرید اور گوشت کا پیالہ رکھا گیا، آپ نے دستی کا گوشت لیا جو بکری کے گوشت میں سب سے زیادہ آپ کو پسند تھا، آپ نے اس کو ایک مرتبہ نوچا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا، پھر دوسری بار آپ نے نوچا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا، آپ نے جب دیکھا کہ لوگ آپ سے یہ نہیں پوچھ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا آخر تم لوگ یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ یہ کیسے ہوگا؟ تب لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول یہ کیسے ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگ رب العالمین کے پاس کھڑے ہوں گے اور ان کو پکارنے والا سنائے گا اور نگاہیں وہاں تک پہنچیں گی، پھر آپ نے شفاعت کی حدیث مکمل بیان کی اور آخر میں فرمایا کہ میں چلوں گا اور عرش الٰہی کے نیچے آؤں گا، اپنے رب کے لیے سجدے میں گروں گا، تب اللہ رب العالمین مجھے اٹھائیں گے، مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں اٹھایا ہوگا، نہ میرے بعد ہی کسی کو اٹھائیں گے، میں کہوں گا میرے رب میری امت پر نظر کرم ہو، میرے رب میری امت پر نظر کرم ہو، تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اے محمد ﷺ، اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنت میں دائیں طرف کے دروازوں سے داخل کر دو جن پر حساب و کتاب نہیں ہے اور وہ بہت سے ملے جلے لوگ ہوں گے جو دوسرے دروازوں سے بھی داخل ہوں گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ جنت کی چوڑائیوں میں سے ان دونوں کے درمیان فاصلہ ایسا ہوگا جیسے مکہ اور ہجر یا فرمایا مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے۔ (بخاری، مسلم)

یہ حدیث ہر قسم کے سندی اضطراب اور شذوذ سے محفوظ ہے جبکہ اسی باب کی دوسری بہت سی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں اور امت محمدیہ کے لیے جنت کا ایک خاص دروازہ ہوگا جس سے

امت محمدیہ کے لوگ داخل ہوں گے جو کہ دوسری امتوں کے لیے نہیں ہوگا، جیسا کہ مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے لیے ایک خاص دروازہ ہوگا جس میں میری امت کے لوگ داخل ہوں گے اس کی چوڑائی سوار مسافر کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی اس کے باوجود لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے جس سے ان کے کندھے گرنے لگیں گے۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ لقیط بن عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے اللہ کے رسول جنت اور جہنم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے معبود کی قسم جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دو دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ ایک سوار ستر سال تک چل کر وہ فاصلہ طے کریگا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے درمیان سوار کی ستر سال کی مسافت ہوگی اور یہ مسافت ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ہوگی، کیونکہ مکہ اور بصرہ کے درمیان جس دروازے کے فاصلہ کا ذکر ہے تو وہ اس اندازے کے علاوہ ہے۔

پانچواں باب

جنت کس جگہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ○ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی○

(النجم:۱۳۔۱۵)

''اور بے شک نبی (ﷺ) نے اس (فرشتہ) کو ایک بار اور (بھی) دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے۔''

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ آسمان کے اوپر ہے اور اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جو چیزیں اترتی ہیں، وہ وہیں ختم ہو جاتی ہیں اور وہیں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں وہاں پہنچتی ہیں وہ وہیں جا کر ختم ہو جاتی ہیں پھر وہیں سے لے لی جاتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○ (الذّٰریٰت:۲۲)

''اور آسمان میں تمہاری روزی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ابن ابی نجیح مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ''ماتوعدون'' سے مراد جنت ہے، لوگوں نے مجاہد سے یہی سیکھا ہے، اور ابن منذر وغیرہ نے بھی مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت اور جہنم ہے، لیکن اس تفسیر کی مزید وضاحت کی ضرورت ہے کیونکہ جہنم تو اسفل السافلین میں ہے آسمان میں نہیں، اسے لیے اس سے مراد جہنم نہیں ہے۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ خیر اور شر دونوں ہی آسمان سے آتے ہیں۔ اس قول کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جنت اور جہنم کے اسباب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

ابونعیم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے معزز ابوالقاسم ہیں اور جنت آسمان میں ہے۔

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جنت ساتویں آسمان میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جہاں چاہیں گے رکھیں گے اور جہنم زمین کے ساتویں طبقے میں ہے (رواہ ابونعیم فی المستخرج)۔

ابن مندہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ جنت چوتھے آسمان میں ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا اسے رکھے گا۔اور جہنم زمین کے ساتویں طبقے میں ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا اسے رکھے گا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ جنت کہاں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ساتوں آسمان کے اوپر، میں نے پوچھا پھر جہنم کہاں ہے؟ تو کہا ساتوں سمندروں کے نیچے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو جنۃ الفردوس مانگو، کیونکہ وہی درمیان والی جنت ہے وہی سب سے بلند اور رحمٰن کے عرش پر ہے اور اسی سے ہی جنت کی نہریں بہتی (نکلتی) ہیں۔

(اللھم انی اسئلک الجنۃ الفردوس)

چھٹا باب

جنت کی چابی

① ......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مفتاح الجنة شهادة ان لا اله الا الله

''جنت کی چابی لا الہ الا اللہ تعالیٰ کی گواہی دینا ہے۔''

② ......امام بخاری نے اپنی صحیح میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا جنت کی چابی لا الہ الا اللہ نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں بیشک لیکن ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر تمہارے پاس ایسی چابی ہے کہ جس کے دندانے ہیں تب تو اس چابی سے تالا کھل سکتا ہے ورنہ نہیں۔

③ ......ابوالشیخ نے یزید بن شجرہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''تلواریں جنت کی چابیاں ہیں''۔

④ ......مسند میں معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ألا أدلک على باب من ابواب الجنة؟ قلت بلى: قال لاحول ولا قوة الا بالله.

''کیا میں تم کو جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے کی بابت نہ بتاؤں میں نے کہا بیشک (فرمایئے) تو آپ نے فرمایا کہ وہ **لاحول ولا قوة الا بالله** کہنا ہے۔''

⑤ ......اور ابونعیم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی نے کہا اے اللہ کے رسول جنت کی چابی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ **لا اله الا الله** کا پڑھنا۔

علم کے مفید ترین ابواب

اللہ تعالیٰ نے ہر مقصد کے لیے چابی بنائی ہے جس سے وہ مقصود حاصل کیا جاتا ہے اور یہ علم کا عظیم باب ہے جس سے شر اور خیر کی کنجیوں کا علم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر خیر و شر کے لیے چابی اور دروازہ بنایا ہے جہاں داخل ہوا جاتا ہے جیسا کہ۔

۱۔ نماز کی چابی پاکی ہے۔
۲۔ حج کی چابی احرام ہے۔
۳۔ نیکی کی چابی سچائی ہے۔
۴۔ جنت کی چابی توحید ہے۔
۵۔ علم کی چابی اچھا سوال ہے۔
۶۔ مدد کی چابی صبر ہے۔
۷۔ زیادتی کی چابی شکر ہے۔
۸۔ اللہ تعالیٰ سے دوستی کی چابی محبت اور ذکر ہے۔
۹۔ آخرت کی رغبت کی چابی دنیا سے بے رغبتی ہے۔
۱۰۔ ایمان کی کنجی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جن چیزوں میں غور و فکر کی دعوت دی ہے ان میں سوچ و بچار کرنا ہے۔
۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کی چابی دل کا فرمانبردار ہونا اور عمل میں اس کے لیے اخلاص کرنا ہے۔
۱۲۔ دل کے زندہ رہنے کی کنجی، قرآن میں تدبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے عجز و زاری کرنا اور گناہوں کا ترک کرنا ہے۔

۱۳۔ رزق کی چابی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ استغفار کرنا ہے۔

۱۴۔ عزت کی چابی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔

۱۵۔ آخرت کی چابی آرزووں کا کم کرنا ہے۔

۱۶۔ شرک اور تکبر جہنم کی چابی ہے۔

۱۷۔ شراب ہر گناہ کی چابی ہے۔

۱۸۔ گانے کو زنا کی چابی بنایا ہے۔

۱۹۔ سستی کو ناکامی اور محرومی کی چابی بنایا ہے۔

۲۰۔ گناہوں کو کفر کی چابی بنایا ہے۔

۲۱۔ مال کا لالچ، بخالت اور صلہ رحمی کاٹنے کی چابی ہے۔

لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ اشیاء کی کنجیوں اور جن چیزوں کے لیے وہ بنائی گئی ہیں ان کا علم رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد ان سب کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کے لیے ہر طرح کی تعریف کا فضل اور نعمت ہے۔

ساتواں باب

جنت کا ایک ہی سیدھا راستہ ہے

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اوّل سے لے کر آخر تک سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنت کا ایک ہی سیدھا راستہ ہے اور جبکہ جہنم کے راستے اتنے ہیں کہ انہیں شمار ہی نہیں کیا جا سکتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ کو لفظ واحد سے تعبیر کیا ہے اور جہنم کی راہوں کو جمع سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ . (انعام: ۱۵۳)

”اور یہ ہے میری سیدھی راہ اس راہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو ورنہ وہ راستے تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے الگ کر دینگے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ . (النحل: ۹)

اور سیدھا راستہ تو اللہ تعالیٰ تک پہونچتا ہے اور کچھ راستے ٹیڑھے ہیں جو اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے۔

ٹیڑھے راستے گمراہی کے راستے ہیں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، اور دائیں اور بائیں کئی لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ متعدد راستے ہیں اور ہر راستے پر ایک شیطان موجود ہے جو لوگوں کو اس راستے کی طرف بلاتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ . (انعام: ۱۵۳)

”اور یہ ہے میری سیدھی راہ اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو۔“

اور اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ . (المائدۃ: ۱۵،۱۶)

”تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور ایک کتاب مبین آچکی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سلامتی کے راستے دکھاتا ہے۔“

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب راستے ایک ہی راستہ میں جمع ہو جاتے ہیں جو مثل چوراہے کے ہے جہاں سب چھوٹے راستے بڑے راستوں پر آ کر جمع ہو جاتے ہیں، تو یہ سب ایمان کی شاخوں کے راستے ہیں جن سب کو ایمان جمع کرتا ہے، جیسے درخت کا تنا تمام شاخوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔

اور یہ چھوٹا راستہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی دعوت کو قبول کرتا ہے اس کی خبروں کی تصدیق اور اس کے احکامات کی بجا آوری کے ذریعے اور جنت کا راستہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کرتا ہے اور بس۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فرشتے آئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ آپ کی آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے، پھر انہوں نے کہا تمہارے اس ساتھی کی ایک مثال ہے اس مثال کو بیان کرو، تو انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور دستر خوان بچھایا اور ایک پکارنے والے کو بھیجا، تو جس نے دعوت دینے والے کی دعوت قبول کی وہ اس گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان سے کھایا، پھر انہوں نے کہا اس مثال کا معنی بیان کرو، تو ان میں سے ایک نے کہا آنکھ سوئی ہوئی ہے اور دل جاگ رہا ہے، گھر جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں تو جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان حق و

باطل کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

ترمذی نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ بادشاہ ہے، محل اسلام ہے اور گھر جنت ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ رسول ہیں، جو لوگ آپ کی دعوت قبول کریں گے وہ اسلام میں داخل ہوں گے اور جو اسلام میں داخل ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ جنت کی نعمتوں کو کھائے گا۔

ترمذی نے عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور اسی روایت میں ہے کہ الرحمٰن نے جنت بنائی ہے اور اسی نے اپنے بندوں کو جنت کی طرف دعوت دی ہے تو جس نے اللہ تعالٰی کی دعوت قبول کی تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی تو اللہ تعالٰی اسے عذاب دیگا۔

آٹھواں باب

جنت کے درجات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (النساء: ۹۵. ۹۶)

"اور اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کے لحاظ سے بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدوں کو فضیلت بخشی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے درجات ہیں اور رحمت ہے اور مغفرت اور اللہ غفور رحیم ہے۔"

جنت کے درجات بارے میں ابن جریر نے ابن محیریز سے روایت کی ہے کہ یہ ستر درجات ہیں اور دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا تیز رفتار گھوڑا ستر سال میں طے کرتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ "لھم درجات عند ربھم"

یعنی اہل جنت کے لیے ان کے رب کے پاس بڑے بڑے درجات ہیں۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اہل جنت ایک دوسرے سے افضل ہوں گے اور فضیلت والا فضیلت کو محسوس کریگا، لیکن اس سے کم تر فضیلت والا یہ نہیں محسوس کریگا کہ اس کے اوپر کسی کو فضیلت حاصل ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ

كَرِيْمٌ O (الانفال: ۲۔۴)

''یقیناً مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے مومن ہیں اور ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں درجات مغفرت اور عمدہ رزق ہے۔

صحیحین میں ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اہل جنت اپنے اوپر سے جنت میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے ان چمکدار ستاروں کو دیکھتے ہیں جو مشرق یا مغرب سے افق میں گزرتے ہیں، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ تو انبیاء کرام کے درجات ہوں گے جہاں ان کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکتا، تو آپ نے فرمایا بیشک اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی، یہ ستارے ایک دوسرے سے اتنی دور ہیں جہاں نظر نہیں پہنچ سکتی، اس حدیث کے راویوں کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں حجت قرار دیا ہے۔

مسند احمد میں ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے بالا خانے جنت میں ایسے دکھائی دیں گے جیسے پوربی یا مغربی ستارہ چمکتا ہے، لوگ پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والے لوگ ہیں۔

مسند احمد میں ابو سعید سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں اور وہ اتنے وسیع ہیں کہ اگر ساری دنیا کے لوگ ان میں سے کسی ایک کے میں جمع ہو جائیں تو تب بھی وہ ان کے لیے وسیع ہی رہے گا۔

اور مسند احمد میں نبی ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ قرآن حفظ کرنے والے عالم سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور اپنے درجات کی طرف چڑھتا جا تو قاری ہر سیڑھی پر ایک آیت

پڑھتا رہے گا اور چڑھتا جائے گا یہاں تک کہ اپنی یاد کی ہوئی آخری آیت تک وہ چڑھ جائے گا۔
اس حدیث میں اس چیز کی وضاحت بھی ہے کہ جنت کے سو درجے سے بھی زیادہ ہیں۔

جنت کا سب سے بلند درجہ

مسلم نے اپنی صحیح میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم موذن کی اذان سنو تو جیسے مؤذن کہتا ہے تم بھی کہتے جاؤ، پھر تم مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجیں گے، پھر تم میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو، کیونکہ جنت میں ایک محل ہے اللہ تعالیٰ کے صرف ایک بندے کا اس میں داخل ہونا ممکن ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایک بندہ میں ہوں گا، تو جس نے میرے لیے وسیلے کا سوال کیا تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

مسند میں ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الوسیلہ جنت میں اللہ عزوجل کے پاس ایک درجہ ہے اور اس درجے سے اوپر کوئی درجہ نہیں تو تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وہی وسیلہ مانگو۔

صحیحین میں سیدنا جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے اذان سن کر یہ کہا۔

> اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة اٰت محمدا ن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا ن الذی وعدته حلت له شفاعتی يوم القيامة
>
> ''اے اللہ تعالیٰ اس پوری دعوت کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود میں بھیج جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ کو وسیلہ کہا گیا کیونکہ وہ رحمٰن کے عرش اور اللہ تعالیٰ سے سب سے قریب ہے اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق میں عبادت و بندگی کے لحاظ سے سب سے عظیم

ہیں اور سب سے بڑے عالم ربانی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں تو آپ کا مقام بھی اللہ تعالیٰ سے سب سے قریب مقرر کیا گیا جو جنت میں سب سے بلند درجہ ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے اس درجہ کا سوال کریں تاکہ وہ اس دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قربت اور ایمان کی زیادتی پائیں اور اس درجے کو اللہ تعالیٰ نے چند اسباب سے مقدر کیا ہے جن میں سے ایک آپ کے لیے آپ کی امت کی یہ دعا بھی ہے جسے انہوں نے آپ پر ایمان لانے کی برکت سے حاصل کیا ہے۔ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ.

نواں باب

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر جنت کا پیش کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَــنَّةَ‌ ؕ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَ يُقۡتَلُوۡنَ‌ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ‌ ؕ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ‌ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝ (التوبۃ: ۱۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں اور اس کے عوض میں ان کے لیے جنت تیار کی ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں، یہ تورۃ اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے، تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہاں جنت کو اہل ایمان کی جان اور ان کے مالوں کی قیمت قرار دیا ہے، یعنی اگر وہ اپنی جان اور مال کو راہ الٰہی میں خرچ کریں تو اس کے عوض جنت کے حقدار ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کا پختہ وعدہ اور معاہدہ کر رکھا ہے اور اسے سابقہ کتابوں سے ثابت کیا ہے۔ اور اس وعدہ کو اپنے لیے لازم قرار دیا ہے، تاکہ ان تمام باتوں سے راہ الٰہی میں جان و مال دینے والوں کے لیے جنت کا وعدہ پختہ اور یقینی ہو جائے۔

(۲) ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو ڈرتا ہے وہ صبح کو روانہ ہوتا ہے اور جو صبح کو جاتا ہے وہ منزل کو پہنچ جاتا ہے، سن لو اللہ تعالیٰ کا سودا بہت مہنگا ہے اور اللہ کا سودا جنت ہے۔"

(۳) صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جسے میں کروں تو جنت میں چلا جاؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو جتنی فرض کی گئی ہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھو! تو اس دیہاتی نے کہا اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس فریضہ الٰہی پر عمل کرنے میں نہ ذرہ برابر کمی کروں گا اور نہ ہی زیادتی، یہ کہہ کر وہ دیہاتی جب واپس لوٹا تو آپ نے فرمایا جسے اچھا لگتا ہے کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو اس دیہاتی کو دیکھ لے۔

صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ اے اللہ کے رسول جب میں فرض نماز پڑھوں، اور حرام چیزوں سے بچوں اور حلال چیزوں کو حلال سمجھوں تو کیا میں جنت میں چلا جاؤں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں بیشک۔

(۵) صحیح مسلم میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات پر یقین رکھتے ہوئے انتقال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

(۶) سنن ابوداؤد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کی آخری بات یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ (آخری بات یعنی لا الٰہ الا اللہ)

(۷) صحیحین میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''میرے پاس میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور اس نے مجھے یہ بشارت سنائی کہ آپ کی امت میں سے جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا! میں نے پوچھا خواہ اس نے چوری یا زنا کیا ہو؟ تو آپ نے فرمایا خواہ اس نے چوری یا زنا کیا ہو۔

(۸) صحیحین میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس بات کا اقرار کیا کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں، بیشک جنت کا وجود حق ہے، جہنم کا وجود حق ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے گا داخل فرمادیگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ضرور داخل فرمائے گا خواہ اس نے کوئی بھی عمل کیا ہو۔

(۹) صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں جوتے دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کو لیکر جاؤ اور اس دیوار کے اس پار جس کو بھی پاؤ اگر وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہو تو اس کو جنت کی بشارت سنادو۔

(۱۰) صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: جنت میں آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے داخل ہوگا۔

یعنی آدمی اعمال کتنے بھی کرتا ہو لیکن جنت میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل وکرم پر موقوف ہوگا صرف عمل ہی جنت میں جانے کا واحد سبب نہیں ہے، حالانکہ جنت میں داخل ہونے کا بنیادی سبب عمل ضرور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (الاعراف: ۴۳)

"اور اہل جنت کو آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جسے تمہارے اعمال کے سبب تمہیں اس کا وارث بنایا گیا ہے۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ آدمی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے:

لَنْ يُدْخِلَ اَحَدَكُمُ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ

’’یعنی آدمی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا۔‘‘

لیکن ان دونوں باتوں میں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو فضل وکرم سے جنت میں جائے گا یا اپنے عمل سے ان میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں، اس کی یہ تاویل ہے جیسا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سلف کا کہنا ہے کہ جہنم سے نجات تو اللہ تعالیٰ کے عفو وکرم سے ہوگی اور جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا لیکن درجات اور مراتب کی تقسیم عمل کی بنیاد پر ہوگی، اس کی تائید سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہاں وہ اپنے اپنے اعمال کے حساب سے جگہ پائیں گے۔ (رواہ الترمذی)

دسواں باب

اہل ایمان کا جنت اور جنت کا اہل ایمان کو طلب کرنا

(۱) اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی اس دعا کا ذکر فرمایا:

رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ (آل عمران: ۱۹۴)

''اے ہمارے رب ہمیں وہ نعمت عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ وعدہ فرمایا ہے اور تو ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ فرمانا، بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اس آیت میں وعدۂ الٰہی کا مطلب جنت ہے، جس کا ذکر تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنی اپنی امتوں سے کیا ہے اور اسی وعدے کے مطابق اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرتے ہیں۔

(۲) یہی وعدہ اس آیت میں مذکور ہے۔

قُلْ اَذٰلِکَ خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ کَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِیْرًا ○ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ○

(الفرقان: ۱۵، ۱۶)

''پوچھئے کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا۔ وہاں جو چاہیں گے ان کے لیے میسر ہوگا ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کو پورا کرنا ہے اور وہی اس لائق ہے کہ اس سے اس کا سوال کیا جائے۔''

اس جنت کو اللہ تعالیٰ کے مومن بندے اپنے رب سے ہی مانگتے ہیں اور ان کے لیے

فرشتے بھی اسی کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں، خود جنت بھی اللہ تعالیٰ سے اہل ایمان کے لیے سوال کرتی ہے، تمام اہل جنت بھی اس کا سوال کرتے ہیں اور تمام ملائکہ، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیروکار بھی اللہ تعالیٰ سے اسی جنت کا سوال کرتے ہیں۔

اس جنت میں رب العالمین کی سلطنت، اس کی رحمت اور جود وسخاء کا اظہار ہے اور ان سب چیزوں کا بھی اظہار ہے جو اس کے اسماء اور صفات کے لیے لازم اور اس کے آثار اور متعلقات کے اظہار کا تقاضا ہے، لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے آثار سے معطل نہیں قرار دیا جاسکتا۔

(۳) ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ تعالیٰ اس سائل کو جنت میں داخل فرما اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے جہنم سے تین بار پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے اے اللہ اسے جہنم سے پناہ دیدے۔''

(۴) ابو یعلی الموصلی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو بندۂ مومن جہنم سے سات بار پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے اے رب العلمین تیرے فلاں بندے نے مجھ سے پناہ مانگی ہے (لہٰذا) تو اسے مجھ سے پناہ دیدے اور جو بندہ سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے میرے رب تیرے فلاں بندے نے تجھ سے میرا سوال کیا ہے اے رب العالمین تو اسے مجھے عطا فرمادے، اس حدیث کی اسناد صحیحین کی شرط پر ہے۔

(۵) حسن بن سفیان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے جنت کا بہت زیادہ سوال کرو اور جہنم سے اس کی پناہ مانگو کیونکہ جنت اور جہنم دونوں دربار الٰہی میں سفارش کرنے والی ہیں اور ان کی شفاعت لی جاتی ہے۔ اور بندہ جب اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ جنت طلب کرتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اس بندے نے تجھ سے بکثرت مجھے مانگا ہے، تو اسے میرے پاس ٹھہرا دے اور جہنم کہتی ہے کہ اے میرے رب تیرے اس بندے نے تجھ سے میری بابت پناہ مانگی ہے تو اسے مجھ سے پناہ دیدے۔

اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے کے بجائے جہنم سے پناہ مانگو

سلف صالحین اللہ سے جنت مانگنے کے بجائے جہنم سے پناہ مانگا کرتے تھے انہیں میں سے صلۃ بن اشیم بھی ہیں ایک مرتبہ پوری رات نماز پڑھی، پھر سحر کے وقت انہوں نے دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا "اے اللہ مجھے جہنم سے پناہ دے کیا میرے جیسا تجھ سے جنت مانگنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ انہیں میں عطاء السلمی بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے جنت نہیں مانگتے تھے ان سے صالح المری نے کہا کہ حضرت ابان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے انھیں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل فرمائیں گے میرے بندے کے دفتر میں دیکھو، جس کے رجسٹر میں تم دیکھو کہ اس نے مجھ سے جنت طلب کی ہے تو میں اسے جنت دیدوں گا اور جس نے مجھ سے جہنم سے پناہ طلب کی ہے تو میں اسے جہنم سے پناہ دیدوں گا۔

عطاء بن ابی رباح فرماتے تھے کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم سے پناہ دیدے اس روایت کو ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔

ابوداؤد نے اپنی سنن میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اپنی نماز کو لمبی کرنے کا قصہ مذکور ہے اس میں جس نوجوان نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی لمبی نماز کی شکایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی، اس میں آپ نے اس نوجوان سے پوچھا تھا کہ اگر تم نماز پڑھاؤ گے تو کیا کرو گے؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا تھا کہ میں سورہ فاتحہ پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کروں گا اور جہنم سے پناہ مانگوں گا اور میں آپ کی اور معاذ کی آواز کو نہیں جانتا، تو آپ نے فرمایا کہ میں اور معاذ اس جنت اور جہنم کے اردگرد پھرتے ہوں گے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے کوئی اور الفاظ کہے۔

جنت اپنے حقداروں کو خود طلب کرتی ہے، اور انہیں اپنی طرف کھینچتی ہے اور ایسے ہی جہنم بھی کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم جنت اور جہنم دونوں کو ہمیشہ یاد کیا کریں اور انہیں بھولیں نہیں۔

گیارہواں باب

جنت کے نام اوران کے معانی

صفات کے اعتبار سے جنت کے بہت سے نام ہیں، لیکن اپنی ذات کے اعتبار سے وہ ایک ہے۔ اس طرح یہ سارے نام ہم معنی ہیں البتہ صفات کے اعتبار سے یہ سب الگ الگ ہیں۔

ا۔ جنت کا پہلا نام: "الجنة"

یہ جنت کا عام نام ہے جس میں جنت کی تمام نعمتیں، لذتیں تازگی اور خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک سب شامل ہیں جنت کا لفظی معنی، ستر، یعنی چھپنا ہے اسی سے لفظ جنین بھی بنا ہے اس لیے کہ جنین ماں کے پیٹ میں چھپا رہتا ہے اور جنات بھی اسی سے مشتق ہے کیونکہ جن بھی آنکھوں سے چھپے رہتے ہیں اور اس سے المجن ہے یعنی ڈھال، کیونکہ وہ چہرے کو ڈھانپے رکھتی ہے اسی سے "مجنون" بھی نکلا ہے کیونکہ اس کی عقل چھپی رہتی ہے، اور جنت کو بستان یعنی باغ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ باغ کا اندرونی حصہ درختوں سے چھپا رہتا ہے۔

۲۔ جنت کا دوسرا نام "دارالسلام"۔ اللہ تعالیٰ نے خود رکھا ہے، قرآنِ حکیم میں فرمایا:

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ . (الانعام: ۱۲۸)

"اہل جنت کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ . (یونس: ۲۵)

اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف۔

اور دارالسلام کا نام جنت کے لیے بہت مناسب ہے کیونکہ جنت ہر بلا، آفت اور ناگوار چیزوں سے محفوظ ہے اور جنت اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام "السلام" ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ . (یونس: ۱۰)

''اور جنت میں اہل جنت کی دعا ''سلام'' ہوگی۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ .

(الرعد: ۲۳، ۲۴)

''فرشتے ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر سلام ہو یہ تمہارے صبر کا بدلہ ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل جنت کو سلام کہے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ (یس: ۵۸)

''پروردگار مہربان کی طرف سے ان پر سلام کہا جائے گا۔''

اور جنت میں ان کی آپس کی بات چیت سب سلام ہی ہوگی یعنی ان کی بات چیت جنت میں بیہودگی، فحش اور غلطیوں سے پاک ہوگی۔ ارشاد ربانی ہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا . (مریم: ۶۲)

''اور وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بیہودہ کلام نہیں سنیں گے۔''

۳۔ جنت کا تیسرا نام: '' دار الخلد '' ہے یعنی ہمیشہ رہنے کا مقام اور دار الخلد نام اس لیے رکھا گیا کہ جنتی وہاں سے کبھی نکالے نہیں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ (ص: ۵۴)

''بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔''

ایک مقام پر فرمایا:

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا . (الرعد: ۳۵)

''اس کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اس کے سائے بھی۔''

۴۔چوتھا نام " دار المقامة "

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ○ (فاطر:۳۵)

"جس نے اپنے فضل سے ہمیں ہمیشہ باقی رہنے والے گھر میں اتارا، یہاں ہمیں نہ رنج پہنچے گا اور نہ ہی ہمیں اس میں محنت کرنا پڑے گی۔"

مقاتل نے آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم کو ہمیشگی کے گھر میں اتارا یعنی جنتی جنت میں ہمیشہ کے لیے قیام فرما ہوں گے، نہ وہ اس میں مریں گے اور نہ وہاں سے کبھی بھی منتقل ہوں گے۔

پانچواں نام " جنة الماوىٰ " ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ○ (النجم: ۱۵)

اس کے پاس رہنے کی جنت ہے۔

الماوىٰ کا لفظی ترجمہ ہے ٹھکانا، جہاں آدمی مستقل طور پر آباد ہو جائے۔

حضرت عطاء اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں، کہ جنت کو، الماوىٰ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہاں حضرت جبریل اور فرشتے آ کر مقیم ہوتے ہیں۔

اور مفسر مقاتل اور کلبی کا بیان ہے کہ اسے ماویٰ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں شہداء کی روحیں ٹھہرتی ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہ ایک جنت ہے اور بس۔

چھٹا نام "جنات عدن " ہے جنت عدن جنت کا ایک عام نام ہے اس لیے کہ تمام جنتوں کو جنات عدن کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۔ (مریم: ٦١)

''وہ ہمیشہ رہنے والی بہشت جس کا اللہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَمَسٰكِنُ طَيِّبَةٌ فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ . (الصف:۱۲)

''پاکیزہ مکانات ہیں جنات عدن میں، عدن کا معنی ہیشگی اور دوام کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام بہشت جنت عدن ہیں۔''

ساتواں نام۔''دار الحیوان'' ہے یعنی زندگی کا گھر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ . (العنکبوت:۶۴)

''ہیشگی کی زندگی کا گھر تو آخرت کا گھر ہے۔''

یعنی جنت زندہ رہنے کا مکان ہے جس میں کبھی موت نہیں آئے گی کلبی اور ابوعبیدہ کا کہنا ہے کہ جنت زندگی کا گھر ہے جس میں موت نہیں۔ دار الحیوان کے دو معنی ہیں، اول یہ کہ آخرت کی زندگی حقیقی زندگی ہے جس میں کمی اور اس کا خاتمہ نہیں ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جنت وہ جگہ ہے جو کبھی فنا اور تباہ نہیں ہوگی جس طرح کہ دنیا میں جاندار زندہ رہتے اور مرتے ہیں، لیکن جنت میں فنا اور خاتمہ نہیں ہے، لہٰذا اسے دار الحیوان یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والی جگہ کہنا بالکل صحیح ہے۔

آٹھواں نام''الفردوس'' ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ . (المومنون: ۱۰، ۱۱)

''یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں، یعنی وہ جو فردوس کی میراث حاصل کرنے والے ہیں۔''

الفردوس تمام جنتوں کو کہتے ہیں یا سب سے افضل جنت کو اور یہ نام ہر جنت کے لیے نہایت بہتر اور افضل ہے، الفردوس کا معنی بستان یعنی باغ ہے جس میں انگور وغیرہ ہیں۔ مفسر

ضحاک کا بیان ہے کہ الفردوس اس باغ کو کہتے ہیں جو درختوں سے بھرپور ہو۔

نواں نام ''جنات النعیم'' ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ○

''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور صالح عمل کئے ان کے لیے نعمت والے باغ ہیں۔''

جنة النعيم بھی دراصل تمام جنتوں کو شامل ہے۔

دسواں نام ''المقام الامین'' ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ ○ (الدخان: ۵۱)

بیشک متقی لوگ امن والی جگہ میں ہونگے۔

یعنی وہ جگہ جو ہر برائی، ناپسندیدہ چیزوں سے محفوظ ہے اسی طرح وہ ویرانی اور تباہی سے بھی محفوظ ہے، اس میں رہنے والے وہاں سے نکالے جانے، اور بغض وعداوت سے بھی محفوظ ہوں گے۔

گیارھواں اور بارھواں نام۔ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ اور قَدَمَ صِدۡقٍ بھی ہے، جنت کا نام مقعد صدق اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہاں مناسب ترین مجلس جس میں پسند اور طلب کی ہر چیز ملے گی، جیسے کہا جاتا ہے سچی محبت جب کہ وہ کامل اور ثابت ہو، یا کہا جاتا ہے سچی مٹھاس، یا جیسے کہا جاتا ہے سچی بات کہ جس سے اپنا مقصود حاصل ہوتا ہو۔

کچھ لوگوں نے سچائی کو جنت سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ جن اعمال کے ذریعے جنت ملتی ہے وہ سب سچے اور اچھے اعمال ہوتے ہیں اور جنت کو سابقہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کے لیے پہلے سے مقرر ہے۔

اور اسی طرح رسول کو بھی صادق کہا جاتا ہے کیونکہ رسول ہی کی ہدایت اور سبب سے ہی لوگ جنت حاصل کر سکیں گے۔

بارہواں باب

سب سے پہلے جنت میں جانے والے

سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹانے والا کون ہوگا۔

ترمذی نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے، جب آپ نکل کر ان کے قریب آئے تو انہیں آپس میں بات چیت کرتے ہوئے سنا، ان میں سے ایک شخص کہہ رہا تھا کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کا ایک ''خلیل'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل (دوست) بنایا ہے، دوسرے نے کہا اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے بات کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے خوب بات کی ہے، ایک اور شخص نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کا ''کلمہ'' اور اس کی روح ہیں، ایک اور شخص نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا۔

آپ ان لوگوں کے قریب ہو گئے اور ان کو سلام کہا اور فرمایا:

میں نے آپ لوگوں کی باتیں سنیں، بیشک سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل (دوست) ہیں اور یہ بات ایسی ہی ہے، اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلیم (بات کرنے والے) اور یہ بھی بالکل صحیح ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح ہیں یہ بھی بالکل درست ہے اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے یہ بھی صحیح ہے لیکن سنو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اس کا دوست ہوں اور مجھے اس پر فخر وغرور نہیں اور سب سے پہلے میں دربار الٰہی میں شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی اور یہ فخر وغرور کی بات نہیں اور سب سے پہلے قیامت کے دن میں حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا اور یہ فخر کی بات نہیں اور میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیریں ہلاؤں گا اور میرے لیے جنت کھولی جائے گی جس میں سب سے پہلے میں ہی داخل ہوں گا اور میرے ساتھ

اہل ایمان میں سے فقراء [1] کی جماعت ہوگی اور یہ فخر وغرور کی بات نہیں اور میں تمام اولین اور آخرین میں سب سے معزز ہوں گا اور یہ میرے لیے فخر کی بات نہیں۔

ترمذی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان میں سے سب سے پہلے میں نکلنے والا ہوں گا اور جب تمام لوگ خاموش رہیں گے تو ان میں سب سے پہلے خطبہ دینے والا میں ہوں گا اور جب وہ لوگ آئیں گے تو ان کی پیشوائی کرنے والا میں ہوں گا اور جب وہ لوگ رکے رہیں گے تو سب سے پہلے ان کی شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور جب تمام لوگ نا امید اور مایوس ہوں گے تو سب سے پہلے انہیں خوشخبری دینے والا میں ہوں گا، میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس دن جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی، اور اس دن اپنے رب کے پاس تمام بنی آدم میں سب سے زیادہ عزت پانے والا میں ہوں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

صحیح مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

تمام امتوں سے پہلے امت محمدیہ جنت میں داخل ہوگی

صحیحین میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہم لوگ سب سے پہلے آگے بڑھنے والے ہیں حالانکہ دوسروں کو ہم سے پہلے کتاب اللہ دی گئی اور ہم کو ان کے بعد دی گئی۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آخری امت کے لوگ قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور ہم سب سے پہلے جنت میں

---

[1] یہاں فقراء سے مراد مالی فقیر نہیں ہیں، بلکہ یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فقیر ہیں جو خود کو مال، علم وعمل اور دنیا کی تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا فقیر اور اسی کے دربار کا محتاج سمجھتے ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہیں۔

داخل ہوں گے حالانکہ دوسروں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم کو ان کے بعد دی گئی لیکن ان لوگوں نے دین میں اختلاف کیا تو جن چیزوں میں ان لوگوں نے اختلاف کیا تھا اللہ نے اپنے حکم سے اسی میں ہمیں راہ حق دکھادی۔

اس امت کے وہ لوگ جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہم لوگ سب سے پہلے جو جماعت جنت میں داخل ہوگی ان کی شکل وصورت چودھویں کے چاند کی طرح ہوگی۔

(۸) مسند میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ ایک تہائی جماعت دکھائی گئی جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور جو لوگ جہنم میں جائیں گے ان کی ایک تہائی جماعت دکھائی گئی۔

وہ پہلی تہائی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان میں راہ الٰہی میں شہادت پانے والا شخص اور وہ غلام ہے کہ جس کی غلامی نے اسے اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل نہیں کیا اور بال بچوں والا خوددار فقیر اور وہ تہائی لوگ جو جہنم میں داخل ہوں گے ان میں وہ سردار ہوگا جو زبردستی لوگوں پر اقتدار جما کر مسلط ہو جائے اور دوسرا وہ سرمایہ دار جس نے اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق نہیں ادا کیا ہوگا اور ڈینگیں مارنے والا فقیر۔

فقراء اغنیاء پر سبقت لے جائیں گے

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہجرت کرنے والے فقراء مالداروں پر چالیس سال کی سبقت حاصل کریں گے۔''

مسند میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان فقراء مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ آدھا دن پانچ سو سال

کے برابر ہوگا۔

نیز مسند میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن غنی اور ایک مومن فقیر جو دنیا میں ساتھ تھے (جنت میں جب ان کی ملاقات ہوگی کیونکہ)، فقیر مومن تو سیدھے جنت میں چلا جائے گا اور مالدار مومن جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا جنت کے دروازے پر ٹھہرا رہے گا، اس کے بعد وہ بھی جنت میں داخل کیا جائے گا اس سے اس کے فقیر دوست کی ملاقات ہوگی تو وہ پوچھے گا، میرے بھائی تمہیں کس چیز نے روک رکھا تھا تم رک گئے تو مجھے تمہارے بارے میں ڈر لگا، مالدار دوست کہے گا کہ میرے بھائی تمہارے چلے آنے کے بعد مجھے بہت وحشت ناک اور ناگوار جگہ روکا گیا، یہاں تک کہ میرا اتنا پسینہ چھوٹا کہ اگر ہزار اونٹ کڑوا چارہ کھا کر بھی گزرتے تو ان سے اتنا پسینہ نہ بہتا۔

یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو لوگ جنت میں پہلے داخل ہو گئے ان کے درجات بعد والوں سے بلند تھے، بلکہ بسا اوقات ایسا ہوگا کہ بعد میں داخل ہونے والے پہلے داخل ہونے والوں سے رتبے اور مرتبے میں زیادہ بلند ہوں گے خواہ ان سے کم تر لوگ پہلے داخل ہو گئے ہوں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امت میں سے کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو حساب و کتاب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ ستر ہزار کی تعداد میں ہوں گے اور جن سے حساب لیا جائے گا ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اپنے میں سے اکثر سے زیادہ افضل ہوں گے۔

تو اس لیے یاد رکھیے کہ فضیلت دو طرح کی ہوگی، ایک تو جلد جانے کی فضیلت اور دوسری درجات کی بلندی کی فضیلت اور یہ دونوں فضیلتیں کبھی ایک ساتھ ہوں گی اور کبھی الگ الگ ہوں گی، کبھی دونوں حاصل ہوں گی اور کبھی سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی لیکن درجات کی بلندی کی نہیں۔

تیرھواں باب

جنت کی ضمانت کن لوگوں کے لیے ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ (آل عمران: ۱۳۳، ۱۳۶)

”اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جس کا عرض (چوڑائی) زمین و آسمان کے برابر ہے، جو متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ وہ لوگ جو آسودگی اور تنگی میں اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصے کو روکتے ہیں، لوگوں کو معاف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو پسند کرتا ہے۔ اور وہ جب کوئی بے حیائی یا اپنے حق میں کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کی مغفرت کون کر سکتا ہے ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے کیے پر اکڑے نہیں رہتے۔ ایسے لوگوں کا بدلہ ان کے رب کے ہاں معافی اور ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور عمل کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پرہیز گاروں کا ذکر فرمایا ہے جن کے لیے اس نے جنت تیار کی ہے چنانچہ تنگی اور آسانی میں کی ہوئی ان کی نیکیوں اور لوگوں سے اپنی اذیت دور کرنے اور غصہ ضبط

کرنے اور لوگوں کو معاف کرنے اور یہ کہ اہل جنت توبہ کرتے ہیں اور برائیوں پر اصرار نہیں کرتے، یہ ہے حال ان کا اپنے اور اس کی مخلوق کے ساتھ۔

صحیح مسلم میں عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا: کہ اہل جنت تین قسم کے لوگ ہوں گے، (۱) صاحب اقتدار، انصاف پسند اور صدقہ کرنے والا پسندیدہ شخص۔(۲) وہ شخص جو ہر قرابت دار اور مسلمان کے ساتھ رحمدل ہو۔(۳) بال بچوں والا پاک دامن اور خوددار شخص۔

صحیحین میں حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''کیا میں تم کو اہل جنت کی بابت نہ بتاؤں؟ ایسا کمزور شخص جو اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے، کیا تم کو اہل جہنم کی خبر نہ دوں، (جو کہ) ہر سرکش، بدخلق اور گھمنڈی (ہے)۔

ابن ماجہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنتی وہ ہیں جن کے کان ان کے حق میں لوگوں کی اچھی تعریف سے بھرے ہوئے ہوں اور وہ سنتے رہتے ہوں اور اہل جہنم وہ ہیں جن کے کان ان کے بارے میں لوگوں کی برائیوں سے بھرے ہوئے ہوں اور وہ سنتے رہتے ہوں۔

صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک جنازہ پر صحابہ کا گزر ہوا، جس کے بارے میں لوگوں نے تعریف کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر دوسرے جنازہ پر گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہوئی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کے بارے میں تم نے برائی کی تو اس کے لیے آگ واجب ہوگئی اور تم لوگ روئے زمین پر اللہ کے گواہ ہو!

چودھواں باب

جنت اور جہنم میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہوں گی

صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی وہ چودھویں رات کے چاند کی شکل میں ہوگی اور جو اس کے بعد جائے گی وہ آسمان میں چمکنے والے ستاروں کی روشنی کی طرح ہوگی ان میں سے ہر ایک کے لیے دو دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودہ گوشت کے اندر سے دکھائی دیگا اور جنت میں کوئی بغیر جوڑے کے نہیں ہوگا، اگر وہ بیویاں دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی تو دنیا میں تو عورتیں بڑی تعداد میں ہیں اور اگر وہ حور عین میں سے ہوں گی تو ضروری نہیں کہ دنیا میں بھی وہ زیادہ رہی ہوں۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورتیں، حور عین ہی ہوں گی، جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جنتی مرد کے لیے حور عین میں دو بیویاں ہوں گی اور ہر ایک کے لیے ستر جوڑے کپڑوں کے ہوں گے، ان کی پنڈلیوں کا گودا کپڑوں کے اندر سے دکھائی دیگا۔

متفق علیہ حدیث میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ جنت میں تمہاری تعداد بہت کم ہوگی، اس پر ایک عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا تم کثرت سے لعنت (ملامت) کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں وہ حور عین جو جنت میں پیدا ہوئی ہیں ان سے

زیادہ ہوں گی، البتہ دنیا کی عورتیں جنت میں کم ہوں گی۔

دنیا کی عورتوں کی تعداد جہنم میں سب سے زیادہ کیوں ہوگی؟ اس کا سبب صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو اور زیادہ سے زیادہ استغفار کرو، کیونکہ میں نے سب سے زیادہ اہل جہنم میں تم کو دیکھا ہے، ایک عورت نے پوچھا ہماری تعداد جہنم والوں میں سب سے زیادہ کیوں ہوگی؟ آپ نے فرمایا، تم کثرت سے لعنت کرتی ہو، اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو، میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین میں ناقص کسی کو نہیں دیکھا جو مردوں کی عقلوں پر غالب رہتی ہو، اس عورت نے پوچھا، اے اللہ کے رسول آخر عورتوں کا عقل اور دین میں کم ہونا کس طرح ہے؟ آپ نے فرمایا عقل میں کمی تو اس طرح ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر مانی جاتی ہے، یہ تو عقل کا نقصان ہے اور مہینے میں چند دن (بوجہ حیض) ٹھہری رہتی ہے، نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی، یہ دین کا نقصان ہے۔

پندرہواں باب

حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جانے والے

صحیحین میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے جنت میں ایک جماعت داخل ہوگی جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی، جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے، یہ سن کر عکاشہ بن محصن کھڑے ہوگئے اور انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمادے تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! عکاشہ کو ان جنتیوں میں شامل فرما، اس کے بعد ایک انصاری آدمی نے کھڑے ہوکر کہا، اے اللہ کے رسول! میرے لیے بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے، آپ نے فرمایا اس کے لیے، عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

صحیحین کی حدیث جسے امام مسلم نے ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ حصیف بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انہوں نے کہا تم میں سے کسی نے اس ستارے کو دیکھا جو گذشتہ شب ٹوٹا؟ سعید نے کہا، میں نے دیکھا ہے، البتہ میں نماز میں نہیں تھا کیونکہ مجھے بچھو نے ڈنک مار دیا تھا! انہوں نے کہا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے دم کرالیا، انہوں نے کہا ایسا کس لیے کیا؟ میں نے کہا شعبی کی ایک حدیث کی بنیاد پر، جسے انہوں نے بریدہ سے روایت کیا ہے کہ جھاڑ پھونک یا تو نظر لگنے سے کیا جائے یا بچھو کاٹنے سے، انہوں نے فرمایا جس نے آخر تک سنا اس نے ٹھیک کیا، لیکن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا، میرے سامنے بہت سی پہلی امتیں پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کہ ایک نبی ہے جس کے ساتھ ایک جماعت ہے، دوسرا نبی ہے جن کے ساتھ ایک اور دو آدمی ہیں اور ایسے

بھی ہیں کہ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں اور میرے پاس ایک بڑا جم غفیر پیش کیا گیا میں نے سمجھا کہ یہ میرے امتی ہیں تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے البتہ آپ آسمان کی طرف دیکھئے، جب میں نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ بہت ہی بڑی اکثریت ہے، پھر مجھ سے کہا گیا، یہی ہے آپ کی امت اور ان ہی میں وہ ستر ہزار لوگ ہیں جو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں چلے جائیں گے، کچھ لوگوں نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے، کچھ لوگوں نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کیا ہو۔

اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کس بات کی کرید میں لگے ہو، لوگوں نے آپ کو بتایا، تو اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے تھے نہ جھاڑ پھونک کراتے تھے اور نہ فال نکالتے تھے بلکہ اپنے رب پر پورا توکل کرتے تھے۔ البتہ بخاری میں لفظ" لایرقون "نہیں ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ''شیخ الاسلام ابن تیمیہ'' فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بعض راویوں کی طرف سے غلط روایت کی گئی ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وصف کو بیان کیا ہے جس کے سبب بلا حساب جنت کے حقدار ہوں گے وہ ہے توحید کا ثابت ہونا اور اسے ہر خلط ملط سے خالی ہونا، اس لیے موحدین کسی دوسرے سے جھاڑ پھونک کرائیں گے ہی نہیں اور نہ فال لیں گے بلکہ اپنے رب پر بھرپور توکل کریں گے اور ان سب خرافات کو چھوڑنا ہی توکل ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ہم میں سے ہر ایک نے بدفالی لی لیکن اللہ تعالیٰ نے توکل کے ذریعہ اسے ختم کر دیا، کیونکہ توکل تو بدفالی کی ضد ہے لیکن آنکھ کا علاج اور جھاڑ پھونک تو یہ جھاڑنے والے کا احسان ہے، حضرت جبریئل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کیا ہے اور جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے اور آپ نے فرمایا اگر جھاڑ پھونک میں شرک کا شبہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ احسان اور نفع ہے اور علاج کرنے والا محسن ہے اور جو جھاڑ پھونک کرا رہا ہے تو وہ دوسرے کے لیے نفع وخیر کو رواج دے رہا ہے، البتہ توکل ان سب کے خلاف ہے۔'

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جھاڑ پھونک کیا ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پھونکا ہے لیکن آپ نے جھاڑ پھونک نہیں کرایا ہے اور نہ آپ نے یہ کہا ہے''لا یرقیھم راق ''کہ لوگوں کو کوئی جھاڑ پھونک نہ کرے، بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے'' لایطلبون من أحد أن یرقیھم ''لوگ کسی سے جھاڑ پھونک کرنے کے لیے نہ کہیں۔

صحیح مسلم میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے، پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جو آگ سے داغ نہیں لگواتے، جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، جو فال نہیں نکالتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے چلو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے بلا حساب جنت میں ستر ہزار لوگ داخل ہوں گے، اور ہر ستر ہزار والے دوسرے ستر ہزار کے لیے سفارش کریں گے، پھر میرا رب تبارک وتعالیٰ اپنی ہتھیلیوں سے تین چلو ڈالیں گے، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، پھر پہلے ستر ہزار والے لوگ اپنے باپ دادا اور قبیلے والوں کے لیے سفارش کریں گے اور مجھے امید ہے کہ ان تینوں چلوؤں میں سے ایک میں بھی ہوں گا۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی سند کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

سولھواں باب

جنت کی صفات

جنت کی بنیاد اور اس کی مٹی اور کنکریاں

مسند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں جنت کی بنیاد کے بارے میں بتایئے کہ وہ کس چیز سے تیار کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا سونے اور چاندی کی اینٹیں اور مشک کا گارا اور اس کی کنکریاں لؤلؤ یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے، جو اس میں داخل ہوگا وہ عیش و آرام کریگا اور کبھی تکلیف محسوس نہیں کریگا، ہمیشہ اس میں رہے گا اور کبھی وہاں سے نکلے گا نہیں۔

مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ مٹی سفید چمکتی اور خالص مشک کی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ کہا۔ یہاں درمکہ سے ہیرے مراد ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنت کی زمین سفید ہے، اس کا صحن کافور کی چٹانیں ہیں اور اسے مشک نے ریت کے ٹیلوں کی طرح گھیر رکھا ہے اور اس میں بہتی ہوئی نہریں ہیں جہاں اہل جنت جمع ہونگے اور چھوٹے بڑے سب آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کے جھونکے بھیجے گا جس سے ان پر مشک کی خوشبو پھیلے گی اور آدمی وہاں سے اپنی بیوی کے پاس واپس ہوگا تو اس کا حسن و جمال اور زیادہ بڑھا ہوا ہوگا۔

جنت کا نور اور اس کی چمک

امام بخاری نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جنت کی زمین کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا چاندی کی سفید سلیں (بڑی بڑی اینٹیں) گویا کہ وہ آئینہ ہیں، میں نے پوچھا جنت کا نور کیسا ہوگا، تو فرمایا کہ تم نے سورج طلوع ہونے سے پہلے کا وقت نہیں دیکھا ایسا ہی اس کا نور ہوگا، البتہ اس میں دھوپ اور سردی نہیں ہوگی۔ سنن ابن ماجہ میں اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی جنت کی طرف چلنے والا ہے؟ کیونکہ جنت میں کوئی ڈر نہیں، رب کعبہ کی قسم وہ ایک چمکتا ہوا نور ہے، اور مہکتا ہوا پھول، اور پختہ محل اور بہتی ہوئی نہر، اور تازہ پھل، خوبصورت بیوی، بہت سارے زیورات، ہمیشگی کا مقام، سلامتی کا گھر، پھل اور سبز، خوشی، نعمت، بلند وسیع مکان ہے، لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول ہم چلنے کے لیے تیار ہیں، تو آپ نے فرمایا کہو ان شاء اللہ تو سب نے کہا، ان شاء اللہ۔

جنت کے کمرے اور محلات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ . (الزمر: ۲۰)

”لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے اونچے اونچے محل ہیں، جن کے اوپر بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جنت میں کمروں کے اوپر کمرے ہوں گے اور حقیقی تعمیر ہوں گے صرف خیالی نہیں۔

ایک مقام پر رب العزت کا فرمان ہے:

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا . (الفرقان: ۷۵)

''ایسے ہی لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیںگے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ . (الصف)

''اور اللہ تعالیٰ تم کو ایسے باغات میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔''

ترمذی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے، یہ سن کر ایک دیہاتی کھڑا ہو گیا، اور کہا اے اللہ کے رسول یہ کن کے لیے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، اس کے لیے جس نے کھانا کھلایا اور اچھی بات کی اور ہمیشہ روزہ رکھا اور رات میں اس وقت نماز پڑھی جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

صحیحین میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے لیے جنت میں ایک ہی گول موتی کا خیمہ ہے جس کی لمبائی ساٹھ میل ہے جس میں وہ لوگ ہوں گے جن کے پاس مومن جایا کریں گے اور کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے گا۔

صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت میں داخل کیا گیا وہاں ایک سونے کا محل تھا، میں نے پوچھا یہ محل کس کے لیے ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ایک قریشی جوان کا ہے میں نے سمجھا وہ قریشی جوان میں ہی ہوں، تو میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا، وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے اور ایسی ہی روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔

جنت کی ہوا

ترمذی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کر دیا جس کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمے کو توڑ دیا، وہ جنت کی بو بھی نہیں پا سکے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

اس حدیث کی سند صحیح بخاری کی شرط پر ہے۔

جنت کی خوشبو دو قسم کی ہے۔

ایک وہ خوشبو جو دنیا میں پائی جاتی ہے جس کو روحیں کبھی کبھی سونگھتی ہیں جس کا احساس دوسرے لوگ نہیں کر سکیں گے۔

دوسری وہ خوشبو جو جسمانی حواس کے ساتھ سونگھی جاتی ہے، جیسے پھول وغیرہ کی خوشبو، جسے تمام جنتی دور و نزدیک سے مشترکہ طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔

البتہ دنیا میں صرف انبیاء اور رسول ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ محسوس کر سکتے ہیں۔

سترہواں باب

اہل جنت کے بارے میں

ان کا اپنے گھروں کو پہچاننا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ٥ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ٥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ٥ (محمد: ۴،۶)

''جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوئے اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کریگا اور وہ ان کی رہنمائی کریگا اور ان کے حالات سدھار دیگا اور انہیں جنت میں داخل کریگا جس کی پہچان اس نے کرادی ہے۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اہل جنت اپنے گھروں کو جمعہ پڑھ کر گھر جانے والوں سے زیادہ اچھی طرح پہچانیں گے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل جنت سیدھے اپنے گھروں اور ٹھکانوں تک پہنچ جائیں گے کہیں بھٹکیں گے نہیں جیسے کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت ہی سے اس کو جانتے ہوں۔

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو فرشتہ بنی آدم کی حفاظت کے لیے مقرر تھا وہ جنت میں ٹہلتا رہے گا اور بنی آدم اس کے پیچھے چلتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے گھر کے کنارے تک پہنچ جائیں گے اور وہ اپنا گھر پہچان لیں گے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز جنت میں ان کو دے رکھی ہے، جب آدمی اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچ جائے گا تب فرشتے وہاں سے واپس ہو جائیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے یہاں ''عرف'' سے مراد خوشبو ہے، یعنی جنت کی خوشبوان کے لیے ہے۔

بخاری میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے کہ اہل جنت میں سے ہر شخص اپنے جنت والے مکان کو دنیا میں اپنے مکان سے زیادہ پہچانے گا۔

اہل جنت کے اوصاف اور ان کی عمر

مسند میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں پیدا کیا ان کی لمبائی تیس ہاتھ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا تو ان سے فرمایا جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو اور یہ فرشتوں کی جماعت ہے اور سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ وہی جواب تمہارا اور تمہاری نسل کا سلام ہے، راوی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جا کر ان کو السلام علیکم کہا تو ان لوگوں نے جواب دیا "السلام علیک ورحمۃ اللہ" آپ نے فرمایا سب جنتی لوگ آدم علیہ السلام کی شکل میں جنت میں جائیں گے اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا، اس کے بعد سے آج تک مخلوق کا قد گھٹتا گیا یہاں تک آج جیسا ہو گیا۔ اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

جامع ترمذی میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جنتی جنت میں بغیر ڈاڑھی مونچھ اور سرمہ لگائے داخل ہوں گے، ان کی عمر ۳۳ سال کے لگ بھگ ہوگی۔

یہ حدیث گزر چکی کہ اہل جنت کی پہلی جماعت کے لوگ چودھویں کے چاند کی صورت میں جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا رنگ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے سے زیادہ چمکتا ہوگا۔

اہل جنت کے اخلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ (الحجر:۴۷)

"ہم ان کے سینوں کے کینوں کو نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔"

صحیحین میں ہے کہ اہل جنت کے اخلاق، ہر آدمی کے اخلاق کی طرح ہوں گے اور وہ اپنے باپ آدم کی شکل وصورت میں ہوں گے۔

اٹھارہواں باب

اہل جنت کے اعلیٰ اور ادنیٰ مراتب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ . (البقرہ: ۲۵۳)

ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، بعض ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے اور بعض کے درجات بلند کیے ہیں۔

مجاہد وغیرہ رحمہم اللہ نے کہا: ان انبیاء میں سے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، وہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں اور جن کے درجات کو بلند فرمایا ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس سے پہلے وسیلے والی حدیث گذر چکی ہے جس میں ان کے درجات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبے کا ذکر ہے۔

صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا، اہل جنت میں سب سے کم تر درجے کا جنتی کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب تمام جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اس وقت ایک شخص آئے گا اور اس سے کہا جائے گا، جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ کہے گا، پروردگار یہ کیسے؟ جب کہ تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر پہنچ چکے ہیں اور سب نے اپنے اپنے مراتب حاصل کر لیے ہیں، تو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ تمہیں دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے برابر رتبہ دیا جائے؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس پر راضی ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم کو یہ مرتبہ اور اس سے چار گنا زیادہ مرتبہ دیا جاتا ہے، تو وہ پانچویں بار میں کہے گا کہ میرے مولا میں راضی ہوں، پھر وہ کہے گا کہ اے مولیٰ ان میں سب سے بلند مرتبے والا کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں میں نے چاہا، اپنے ہاتھ سے ان کو بزرگی دی اور ان پر ہی ایسے انعامات کا خاتمہ کیا

جنہیں نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گذرا۔

صحیح ترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جو اپنی جنتوں، اپنی بیویوں، جنت کی نعمتوں، اس کے خدام اور تخت کو ایک ہزار سال کی مسافت کی دوری سے دیکھے گا اور اہل جنت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہوگا جو صبح و شام رب العالمین کے چہرے کو دیکھے گا، پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامة: ۲۲،۲۳)

''اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے جو اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے۔''

انیسواں باب

جنت کے مؤذن کی اذان

مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نداء دینے والا نداء دیگا۔اے اہل جنت، تمہارے لیے وہ وقت آگیا ہے کہ اب تم صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں پڑو گے، اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم زندہ رہو گے اب کبھی مرو گے نہیں، اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم جوان رہو اب کبھی بوڑھے نہیں ہوگے، اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم خوش رہو کبھی مایوس اور رنجیدہ نہیں ہوگے۔

صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو وہ سب کہیں گے لبیک ربنا و سعدیک تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم خوش ہو؟ تمام جنتی کہیں گے کہ ہم کیسے خوش نہ ہوں، جبکہ تو نے ہمیں اتنا دیدیا ہے جتنا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تمہیں اس سے بھی بڑھ کر دوں گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضا کو حلال کرتا ہوں اب تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

بیسواں باب

جنت کے درخت، پھل اور نہریں

جنت کے درخت اور ان کے سائے

ارشاد الٰہی ہے:

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ فِىْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۝ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝ (الواقعہ: ۲۷،۳۳)

''دائیں ہاتھ والے، دائیں ہاتھ والے کیا ہیں؟ جو بغیر کانٹوں کی بیریوں، تہ بہ تہ کیلوں، لمبے لمبے سایوں، پانی کے جھرنوں اور کبھی نہ ختم ہونے والے بہت سارے پھلوں میں ہونگے اور نہ ان سے روکا جائے گا۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ (الرحمٰن)

''ان میں میوے، کھجوریں اور انار ہیں۔''

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جنت میں ایک درخت (اتنا طویل) ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلے گا تو پھر بھی اس کو طے نہیں کر سکے گا۔''

مسند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں ستر یا سو سال تک چلے گا اور یہ '' جنة الخلد'' کا درخت ہے۔

ترمذی میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جنت کے

ہر درخت کا تنا سونے کا ہوگا، یہ حدیث حسن ہے۔

مسند ابو یعلی میں اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو "المنتھی" کی فضیلت بیان کرتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ اس درخت کے سائے میں سوار سو سال چلے گا، یا یوں فرمایا کہ اس درخت کے سائے میں سو سوار سایہ حاصل کریں گے، اس کا فرش سونے کا ہوگا۔ اور اس کا پھل گھڑوں جیسا ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

جنت کے پھل اور ان کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ اُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا . (البقرہ: ۲۵)

"جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے۔"

یعنی سب میوے نہایت عمدہ، تازہ اور بے عیب ہوں گے اور ایسا معلوم ہوگا کہ سب ایک جیسے ہیں، ان کے رنگ ایک جیسے ہوں گے البتہ لذت ایک نہیں ہوگی۔

یحییٰ بن کثیر فرماتے ہیں کہ جنت کی گھاس زعفران ہوگی اور اس کے ٹیلے مشک ہوں گے اور چھوٹے بچے پھل لے کر چلتے پھرتے رہیں گے جن سے لے کر جنتی کھائیں گے اور جب بچے پھر ویسے ہی پھل لے کر آئیں گے تو جنتی کہیں گے کہ ابھی ہی تو تم نے ہم کو ایسا ہی پھل دیا تھا، تو اس وقت یہ خادم کہیں گے کہ آپ کھائیں رنگ تو ایک جیسا ہے، لیکن مزا الگ ہے۔

طبرانی نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آدمی جب جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس جگہ دوسرا پھل فوراً لگ جائے گا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا، کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنت کا پھل گھڑے اور ڈول کی طرح ہوگا، دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، مکھن سے زیادہ نرم اور اس میں گٹھلی بھی نہیں ہوگی۔

جنت کی کھیتی

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے اندر کتاب التوحید میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ ایک دن خطاب فرما رہے تھے (آپ کے پاس ایک دیہاتی آدمی تھا) آپ نے فرمایا کہ ایک جنتی نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی کہ وہ کھیتی کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو نے اپنی خواہش کے مطابق کیا نہیں؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں بیشک، البتہ میں چاہتا ہوں کہ میں کھیتی باڑی کروں اور جلد ہی بیج اگ جائے، چنانچہ اس آدمی نے جلد ہی بیج ڈالے اور اپنے کپڑوں کو سمیٹا، اور پودا کھڑا ہوا اور اس کے کاٹنے کا وقت آ گیا اور اسے پہاڑوں کی طرح لپیٹ کر رکھ دیا، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم اب بس کر، کیونکہ تمہیں کوئی چیز آسودہ نہیں کر سکتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کھیتی ہوگی اور یہ بیج جنت کے ہوں گے اور یہ بہت اچھی بات ہے کہ زمین درخت اور کھیتی سے آباد رہے گی۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت میں کھیتی کا ذکر اس حدیث کے سوا مجھے اور کہیں نہیں ملا۔

جنت کی نہریں اور چشمے

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد قرآن میں بار بار ہے۔

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۝ (البقرة:۲۵)

ایسی جنتیں کہ ان میں نہریں بہتی ہیں۔ اور دوسری جگہ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ (التوبہ: ۱۰۰) اور تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ ۔ (الاعراف:۴۳)

اس سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

پہلی بات جنت میں نہروں کا پایا جانا حقیقت ہے۔

دوسری بات یہ کہ نہریں بہہ رہی ہیں ٹھہری ہوئی نہیں ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ نہریں جنت کے کمروں، محلات اور باغات کے نیچے بہہ رہی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ٥ (الرحمن:٦٦)

''ان میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔''

ابن ابی شیبہ نے ''نضاختان'' کی تفسیر کی ہے کہ یہ دونوں چشمے پانی اور پھلوں سے لبریز ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''یہ چشمے اہل جنت کے گھروں پر مشک اور عنبر کے فوارے چھینکتے ہیں جیسے بارش دنیا میں گھروں پر برستی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ٥

''اس جنت کی مثال جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس میں بہترین پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کریگا، دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا۔ شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفی کی نہریں ہیں۔'' (محمد:١٥)

اللہ تعالیٰ نے ان چاروں قسم کی نہروں کا ذکر فرمایا اور ان نہروں میں اسی قسم کی تمام خرابیوں کے نہ ہونے کا ذکر فرمایا جو دنیا میں ہوا کرتی ہیں اور جنت کی نہریں اوپر سے نکلتی ہیں اور نیچے کی سطح تک جاتی ہیں۔

جیسا کہ بخاری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جنت میں سو درجات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کے لیے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، اس لیے جب اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو، کیونکہ یہی مرکزی جنت ہے اور سب سے بلند بھی، اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی تمام نہریں نکلتی ہیں۔

صحیح بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت

میں سیر کر رہا تھا تو میں ایک نہر سے گزرا جسے موتی کے خیموں سے گھیرا گیا تھا، میں نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا، یہ نہر کوثر ہے (حوضِ کوثر) جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے! جنت کے فرشتے نے ہاتھ مارا تو وہ اذفر مشک کی مٹی تھی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہے، یعنی (انا اعطینک الکوثر) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے۔

البتہ "عیون" یعنی چشمے تو اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ (الحجر: ۴۵)

بیشک متقی باغوں اور چشموں میں ہونگے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ (الدھر: ۶)

یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے اور اس میں سے جہاں سے چاہیں گے نہریں نکالیں گے۔

اس سے آگے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝

"وہاں ان کو ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی ملاوٹ ہوگی۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔" (الدھر: ۱۷، ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس چشمے کا ذکر فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے پئیں گے اور اسی چشمے سے نیک لوگوں کو شراب پلائی جائے گی۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ (الدھر: ۲۱)

"ان کا رب انہیں شراب طہور پلائے گا۔"

یہ شراب باطن کی زینت اور ہر اذیت اور ہر نقص سے پاک ہوگی۔

اکیسواں باب

اہل جنت کا کھانا پینا اور لباس

اہل جنت کا کھانا اور پینا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا ۢ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ (الحاقة: ۲۱،۲۴)

"اہل جنت اونچے باغ میں، من پسند عیش میں ہوں گے۔ جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ جو عمل تم گذرے دنوں میں آگے بھیج چکے ہو اس کی وجہ سے خوب کھاؤ پیو۔"

رب العالمین کا فرمان ہے:

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا . (رعد: ۳۵)

اس کے پھل اور سائے ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔

دوسرے مقام پر رب العزت نے فرمایا:

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ (الطور: ۲۲،۲۳)

"جس طرح کے میوے اور گوشت ان کا جی چاہے گا ہم ان کو عطا کرینگے۔ وہاں ایک دوسرے سے شراب کے جام بغیر بہکنے اور گناہ کرنے کے جھپٹ لیا کریں گے۔"

صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اہل جنت کھائیں اور پئیں گے، لیکن نہ ناک سے گندا پانی نکلے گا اور نہ قضائے حاجت ہوگی اور ان کا

کھانا مشک کی خوشبو کی طرح ایک ڈکار ہوگی، وہ تسبیح اور تکبیر کی ڈکار اس طرح لیں گے جیسے سانس لیتے ہیں۔

مسند اور سنن النسائی میں ایسی سند سے جو صحیح کی شرط پر ہے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل کتاب میں سے ایک شخص نے آکر کہا، اے ابوالقاسم، کیا آپ کا خیال ہے کہ اہل جنت کھاتے اور پیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا بیشک اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے ہر شخص کو ایک سو آدمی کے برابر کھانے اور پینے اور جماع کی طاقت بخشی جائے گی، تب اس نے کہا کہ پھر تو جو شخص کھائے اور پیئے گا تو اس کو پیشاب اور پاخانے کی ضرورت پڑے گی جبکہ جنت میں ایسی گندگی کی گنجائش نہیں، آپ نے جواب دیا تمہاری حاجت پسینے کی شکل میں ہوگی جو جسم سے مشک کی خوشبو کی طرح نکلے گی۔

حاکم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''خِتَامُهٗ مِسْكٌ'' یعنی ''جنت کی شراب کی مہر مشک کی ہوگی'' اس بارے میں انہوں نے فرمایا کہ دنیا کا ایک آدمی اس میں ہاتھ ڈالے گا اور جب نکالے گا تو زندہ چیز کی اس کو خوشبو ملے گی اور عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ تسنیم اس چشمے کا نام ہے جس سے جنت کی شراب ملائی جائے گی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ''كَاْسًا دِهَاقًا'' کی بابت روایت کیا ہے کہ یہ لبالب چھلکتے ہوئے جام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۝ (الزخرف: ۷۱)

''اہل جنت پر سونے کی پلیٹوں اور پیالیوں کا دور چلے گا۔''

ایک مقام پر فرمایا:

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۝ (الواقعہ:۱۷، ۱۸)

''اہل جنت کے پاس ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہنے والے خدمت گذار بچے پھریں گے، آبخورے اور آفتابے کے ساتھ۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا "اِبْرِیْق" اس پیالے کو کہتے ہیں جس میں ٹونٹی نہ ہو اگر ٹونٹی ہو اور دستانہ نہ ہو تو وہ پیالہ ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ (الدھر: ۱۵، ۱۶)

ان پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے نہایت صاف شفاف پیالوں کا دور چلے گا۔
وہ شیشہ بھی چاندی کا ہوگا اور انہیں ٹھیک انداز ے سے بنایا گیا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جنت کے برتن چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے اور وہ شیشے کی طرح صاف وشفاف ہوں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جنت کی چیزوں میں سے ان کے ناموں کے سوا کوئی چیز موجود نہیں ہے پیالے دنیا میں چاندی کے بھی ہوئے ہیں اور کانچ کے بھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں یہاں یہ بتایا کہ جنت کے پیالوں میں چاندی کی چمک اور کانچ کی صفائی ہوگی۔

صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو سونے کی جنتیں ہیں وہاں کے برتن اور اس میں سب سامان سونے کا ہوگا۔

اور دو جنتیں چاندی کی ہیں جن کا تمام سامان چاندی کا ہے، ان دونوں جنتوں کے لوگ جب اپنے رب کو جنت عدن میں دیکھیں گے تو اس پر کبریائی کی چادر ہوگی۔

جنتیوں کے لباس اور بچھونے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۔ (الدخان: ۵۳)

جنت میں ریشم کا باریک اور دبیز لباس پہن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ . (الکھف: ۳۱)

"انھیں جنت میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے وہ باریک دیباج اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے اور تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے۔"

سندس دیباج کا پتلا کپڑا ہے اور استبرق اس کا موٹا کپڑا اور کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہاں کپڑے کی موٹائی مراد نہیں بلکہ اس کا گف ہونا مراد ہے۔ اور نبی ﷺ سے بسند صحیح یہ ثابت ہے کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا، سلف وخلف سب نے کہا کہ ریشم مرد کو نہیں پہننا چاہیے بلکہ کوئی دوسرا کپڑا پہننا چاہیے۔ اس پر بعض سلف نے کہا کہ توبہ کرنے سے وعید لاحق نہیں ہوتی، اسی طرح گناہوں کو مٹانے والی نیکیاں اور گناہ دور کرنے والی مصیبتیں اور مسلمانوں کی دعائیں اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی اجازت دی ہے ان کی شفاعت۔

ابن ابی الدنیا نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی بھی جنت میں جائے گا، تو اسے طوبیٰ تک لے جایا جائے گا اور اس کی آستینیں کھولی جائیں گی، تو ان میں سے جو بھی، چاہے سفید، چاہے تو سرخ، چاہے تو سبز، پتلی اور نرم۔

صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار دومۃ الجندل کے بادشاہ نے نبی ﷺ کو سندس کا جبہ تحفہ میں پیش کیا، اس کی خوبصورتی دیکھ کر لوگ تعجب میں پڑ گئے، تو آپ نے فرمایا: جنت میں سعد کے رومال اس سے بہتر ہونگے۔

بچھونے اور مسند کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ○ (رحمن:۷۶)

سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝ (الغاشیۃ:۱۳،۱۶)

جنت میں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے آبخورے قرینے سے رکھے ہوئے قطار اندر قطار لگے ہوئے تکیے اور عمدہ مسندیں بچھی ہوئی۔

جنت کے خادم اور بچے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ۝

(الدھر:۱۹)

"اور ان کے پاس لڑکے آتے جاتے ہوں گے، جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہیں گے، جب تم ان پر نگاہ ڈالو تو خیال کرو گے کہ یہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔"

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ " مخلدون" سے مراد یہ ہے کہ وہ بوڑھے نہیں ہونگے اور نہ ان میں کوئی تبدیلی آئے گی۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا وہ دنیا کے بچے ہوں گے یا اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں پیدا کیا ہوگا؟ اس بارے میں علی اور حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بچے مسلمانوں کی اولاد ہوں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مشرکین کے بچے ہوں گے" لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ حورعین کی طرح جنت کی مخلوق ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ. (الطور:۲۴)

ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے ان کے لڑکے جو انہیں کے ہوں گے۔

جب کہ جنت کے یہ خادم بچے اہل جنت کی اولاد نہیں ہوں گے، البتہ اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی انتہائی کرم نوازی ہوگی کہ ان کی اولاد انہیں کے ساتھ اللہ تعالیٰ مخدوم بنا کر رکھیں گے۔

بائیسواں باب

اہل جنت کی عورتیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ○ (بقرہ: ۲۵)

''وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے جسم کی نعمت تو جنتوں اور ان کی نعمتوں کی صورت میں بنائی ہے اور نفس کی نعمت وپاک وستھری بیویوں کی شکل میں بنائی ہے اور دل کی نعمت یہ بتا کر کہ جنت کی یہ زندگی اور اس کا عیش وآرام دائمی اور ابدی ہے۔

پاک وصاف سے مراد یہ ہے کہ جنت کی بیویاں، حیض، پیشاب، پاخانے، نفاس، اور عورتوں کی تمام بیماریوں سے پاک وصاف ہوں گی، ان کی باطنی طہارت تو یہ ہوگی کہ وہ برے اخلاق سے پاک وصاف ہوں گی اور ان کی زبان بدگوئی سے پاک ہوں گی اور ان کی آنکھوں کی صفائی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے سوا کسی اور کی طرف لالچ نہیں کریں گی اور ان کے کپڑوں کی صفائی کا مطلب یہ کہ وہ میل وکچیل سے پاک ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○ (الدخان: ۵۴)

اور اس طرح ہم ان کا جوڑا لگائیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے۔

حور، حوراء کی جمع ہے اور حوراس عورت کو کہتے ہیں جو جوان خوبصورت، حسین اور خوب سیاہ آنکھوں والی ہو۔

زید بن اسلم نے کہا، الحوراء اس عورت کو کہتے ہیں جس کی طرف بار بار نظر جائے،

خوبصورت آنکھوں والی۔

مجاہد نے کہا کہ نیچی نگاہوں والی یعنی جن کی نگاہیں صرف اپنے شوہر کی طرف رہتی ہیں اور دوسروں کو وہ دیکھتی بھی نہیں۔

حسن نے کہا کہ وہ بے پردہ اور تاک جھانک کرنے والی نہیں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: اِنَّـآ اَنْشَـاْنٰـهُنَّ اِنْشَآءً (الواقعۃ: ۳۵) ''ہم نے ان حوروں کو پیدا کیا ہے''۔

اس کی تفسیر قتادہ اور سعید بن جبیر یوں کرتے ہیں، کہ ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد انسانی عورتیں ہیں۔

کلبی نے کہا ہے تھکی ہاری کمزور کھچڑی بالوں والی عورتیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت کی حور عین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے لیے پیدا کیا ہے جو کنواری بغیر پیدائش والی ہوں گی اور ''عُرب'' اس عورت کو کہا جاتا ہے جو اپنے شوہر کی شیدائی اور اس پر عاشق ہو۔

صحیح بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان کے درمیان پورا عالم اس کی خوشبو سے بھر جائے، اس کی چمک سے روشن ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''حور عین'' کی بابت فرمایئے تو آپ نے فرمایا: حور، یعنی سفید، عین یعنی بڑے پپوٹے والی آنکھ۔

میں نے آپ سے پوچھا: ''فیھن خیرات حسان؟'' تو آپ نے فرمایا اچھے اخلاق والی! خوبصورت چہرے والی۔

میں نے پوچھا ''کانھن بیض مکنون؟ '' تو آپ نے فرمایا ایسی پتلی جلد والی جیسی انڈے کے اندر کی جھلی ہوتی ہے جو گودے سے چپکی رہتی ہے۔

میں نے پوچھا "عربا اترابا" ؟ تو آپ نے فرمایا وہ عورتیں جو دنیا میں بوڑھی سفید بال والی گندمی آنکھ والی ہو کر مریں ہونگی، اللہ تعالیٰ انہیں کنواری، مسکرانے والی دل اور لگانے والی بنادے گا۔

میں نے پوچھا کہ دنیا کی عورتیں اچھی ہوں گی یا حور عین؟ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ دنیا کی عورتیں صرف اپنی نمازوں، روزوں اور عبادات کی وجہ سے بہتر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر نور قائم کرے گا اور جسموں کو ریشم سے مزین کریگا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک عورت دنیا میں باری باری دو مردوں سے شادی کرتی ہے یا اس سے بھی زیادہ تو جنت میں اس کا کون شوہر ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا عورت کو اس بات کا اختیار دیا جائے گا، تو وہ ان سب میں سے سب سے اچھے اخلاق والے کو اختیار کرے گی اور آپ نے فرمایا اے ام سلمہ اچھا اخلاق دنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل کرنا ہے۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ کیا اہل جنت جماع کریں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسے آلہ تناسل سے جو تھکے گا نہیں اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہیں ہوگی، بار بار صحبت کرے گا لیکن نہ منی نکلے گی نہ موت ہوگی۔ اور جو لوگ دنیا میں اپنے نفس کو حرام سے بچانے میں پورے رہے ہوں گے وہی اس دن جنت میں سب سے مکمل اور پورے ہوں گے اور جس نے دنیا میں نفس کی لذتوں کو بھرپور حاصل کرلیا ہوگا اور یہیں اسے ختم کرڈالا ہوگا تو وہ قیامت کے دن وہاں کی لذتوں سے محروم رہے گا۔

جنت میں حمل اور پیدائش

جنت میں پیدائش کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، کچھ لوگوں نے کہا کہ جنت میں جماع ہوگا لیکن ولادت نہیں ہوگی، یہی مجاہد، طاؤس اور ابراہیم نخعی کا قول بھی ہے۔

بخاری نے اسحاق بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ جب مومن جنت میں اولاد کی خواہش

کرے گا، تو جیسا چاہے گا ویسا ہی فوراً ہو جائے گا لیکن کوئی مومن ایسا چاہے گا نہیں۔

دوسرے محدثین نے کہا کہ جب مومن جنت میں اولاد کی جیسی خواہش کرے گا تو ویسا ہی ہوگا۔

ترمذی میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کیا اہل جنت کو اولاد ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہاں اتنا ہی ہوگا جتنا کوئی جنتی چاہے گا، تو اس کا حمل اس کا دودھ پلانا اور اس کی جوانی سب ہوگا۔

جن لوگوں نے توالد و تناسل کا انکار کیا ہے انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

''ولهم فيها ازواج مطهرة ''جنت میں صاف ستھری عورتیں ہوں گی، یعنی حیض نفاس اور پیدائش کی آلودگیوں سے پاک ہوں گی۔

نبی ﷺ کے اس ارشاد سے بھی استدلال کیا ہے ''لا منی و لا منية ''جنت میں نہ منی ہوگی نہ موت ہوگی، جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل جنت میں رہے گا، اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لیے ایسی مخلوق پیدا کرے گا جنہیں جنت میں آباد کرے گا، تو اگر جنت میں ولادت کا سلسلہ ہوا تو یہ فضل تو ان کی اولاد کے لیے بھی ہوگا۔

ابورزین العقیلی کی حدیث میں ہے کہ اہل جنت کے لیے جنت میں پیدائش کا سلسلہ نہیں ہوگا۔

تیئیسواں باب

اہلِ جنت کی سوسائٹی

اہل جنت کا سننا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○ (الروم:۱۵)

''جو لوگ ایمان لائے اور صالح عمل کرتے رہے تو وہ جنت کے باغ میں خوش حال رہیں گے۔''

صحیح ترمذی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں حورعین کے لیے ایک مرکز ہوگا جہاں وہ بلند آواز سے پکاریں گی، جنہیں لوگ سنیں گے، وہ کہیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہم ہلاک وتباہ نہیں ہوں گی، ہم خوش رہنے والی ہیں ہم کبھی مایوس و غمگین نہیں ہوں گی، ہم راضی رہنے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی، خوشی ہے ان کے لیے جن کے لیے ہم اور جو ہمارے لیے ہیں۔

ابونعیم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنت کی تعریف میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ سونے کی ہے اور شاخیں زبرجد اور موتی کی، جب ہوا چلتی ہے تو اس میں سے ایسے نغمے نکلتے ہیں کہ سننے والوں نے کبھی ایسے عمدہ نغمے نہیں سنے ہوں گے۔

الفریابی نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص جنت میں جائے گا تو اس کے تکیہ اور پاؤں کے پاس دو حوریں بیٹھ کر ایسے گانے گائیں گی کہ کبھی انسان اور جن نے کبھی اس کو نہیں سنا ہوگا، وہ شیطانی باجے نہیں ہوں گے بلکہ ان کو اس

سے بھی بہتر چیزیں سننے کوملیں گی کہ جن کے مقابلے میں تمام اچھی آوازیں پست ہو جائیں گی اور یہ اس وقت ہوگا جب وہ اللہ عزوجل کا کلام اور اس کا خطاب اس کا سلام اور اس کی بات چیت سنیں گے، انہیں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھ کر سنایا جائے گا جب وہ کلام الٰہی سنیں گے تو ان کو ایسا محسوس ہوگا کہ ایسا کلام اس سے قبل انہوں نے کبھی نہیں سنا۔

اس بارے میں مزید احادیث آرہی ہیں، جن سے اس کا مزید ثبوت ملے گا۔

اہل جنت کی ایک دوسرے سے ملاقات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ○ يَقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ○ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ○ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ○ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○

(الصافات: ۵۰،۵۷)

پھر وہ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں سوال و جواب کریں گے۔ ایک کہنے والا ان میں سے کہے گا کہ میرا ایک ہم نشین تھا۔ جو کہتا تھا کہ بھلا تم بھی ایسی باتوں پر یقین کرنے والے تھے۔ کہ جب ہم مر گئے اور مٹی ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم کو بدلہ ملے گا؟۔ پھر کہے گا کہ بھلا تم اسے جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟۔ اتنے میں وہ خود جھانکے گا اور اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھے گا۔ کہے گا اللہ تعالیٰ کی قسم تم تو مجھے ہلاک ہی کر چکے تھے اور اگر میرے پروردگار کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی ان میں ہوتا جو عذاب میں حاضر کیے گئے ہیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ جنتی ایک دوسرے سے اپنے دنیا کے حالات پوچھیں گے اور پھر وہ

کسی منکر قیامت کو دیکھیں گے کہ جو جہنم میں ہوگا، یہ سب سے واضح قول ہے اور دو دوسرے اقوال بھی اس بارے میں مروی ہیں۔

پہلا قول عطاء رحمہ اللہ کا ہے جسے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے ان گفتگو کرنے والوں سے کہیں گے، اب تو تم سب کچھ جان گئے؟ یہ روایت عطاء نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کی، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سوال فرشتے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے، لیکن پہلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے کہ یہ بات چیت اہل ایمان کے درمیان ہوگی۔

معجم الطبرانی میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے؟ تو آپ نے فرمایا اوپر والے نیچے درجے والوں سے ملیں گے لیکن نیچے والے اوپر والوں سے نہیں ملیں گے سوائے ان کے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، وہ اپنی اونٹنیوں پر جنت میں جہاں چاہیں گے آئیں جائیں گے، اور وہ اپنے ساتھ چارہ لیے ہوں گے۔

ابن ابی الدنیا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے سے سونے کے بنے گھوڑے نکلیں گے جن کو سونے کی لگام لگی ہوگی، نہ وہ پاخانہ کریں گے اور نہ پیشاب اور اہل جنت ان گھوڑوں پر سوار ہوں گے، جنہیں لے کر یہ گھوڑے جہاں وہ چاہیں گے اڑا کر لے جائیں گے۔ تو نیچے درجے والے لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب، کس وجہ سے تیرے یہ بندے اس عنایت اور بزرگی کے درجے تک پہنچے ہیں؟ تو ان سے کہا جائے گا یہ لوگ راتوں کو نماز پڑھتے تھے اور تم سوتے تھے، یہ لوگ روزہ رکھتے تھے اور تم کھاتے پیتے تھے، یہ لوگ خرچ کرتے تھے اور تم لوگ بخل کرتے تھے، یہ لوگ راہ الٰہی میں لڑتے تھے اور تم لوگ بزدلی دکھاتے تھے۔

جنت کا بازار

صحیح مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کو جائیں گے ان پر ایسی ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گی جس سے ان کے حسن و جمال میں مزید اضافہ ہوگا۔ اہل جنت کے گھر والے کہیں گے اللہ کی قسم یہاں سے نکل کر تو تمہارے حسن و جمال میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، اور وہ جنتی بھی یہی کہیں گے واللہ ہمارے جانے کے بعد تو تمہارے حسن و جمال میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

چوبیسواں باب

اہل جنت کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھنا

یہ باب کتاب کا سب سے افضل اور اشرف باب اور سب سے عمدہ باتوں پر مشتمل ہے، بلکہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والوں کا یہی منتہائے مقصود ہے جس پر تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام نے اتفاق کیا ہے اور جس کا تمام اہل بدعت اور دین سے خارج لوگوں نے انکار کیا ہے جو کہ گمراہ اور ملعون لوگ ہیں۔

اب دیدار الٰہی کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

دیدار الٰہی کی پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ وَ لٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا ○ (الاعراف:۱۴۳)

"پروردگار نے فرمایا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے، پھر ان کا رب پہاڑ کی طرف نمودار ہوا تو اللہ تعالیٰ کی تجلی نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔"

یہ سب سے بڑی باطل بات ہوگی کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اپنے رب سے ایسی بات کا سوال کرتے جو ان کے لیے جائز نہیں تھی، پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کا انکار بھی نہیں کیا، اگر دیدار الٰہی کی یہ بات محال ہوتی تو اللہ تعالیٰ پورے طور پر اس کا انکار کر دیتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے سوال "رَبِّ اَرِنِیْ" "میرے رب اپنا دیدار کرا دے" کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَنْ تَرَانِیْ" "تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے" اللہ تعالیٰ نے "لَا تَرَانِیْ" "نہیں فرمایا کہ نہیں دیکھ سکو گے اور انکار کو مزید پختہ کیا، جیسا کہ یہودیوں کے بارے میں فرمایا: "وَلَنْ

یَتَمَنَّوْہُ'' یہ یہودی موت کی تمنا ہرگز نہیں کریں گے۔

مقصود یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اعضاء وقویٰ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متحمل نہیں ہوسکتے۔اسی کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی کہ جب پہاڑ اپنی سختی کے باوجود اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس کی تجلی کو برداشت نہیں کرسکتے تو بھلا ایک کمزور انسان کیسے برداشت کرسکتا ہے۔

دیدار الٰہی کی دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ . (البقرۃ:۲۲۳)

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یقین کرو کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہو۔''

سب اہل زبان اس پر متفق ہیں کہ ملاقات جب کسی زندہ شخص جو اندھے پن سے محفوظ ہو،اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس شخص کو دیکھے گا۔

بلکہ صحیح احادیث تو اس کو بھی بیان کرتی ہیں کہ منافقین اور کفار بھی میدان قیامت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے،جیسا کہ صحیحین میں تجلی کی احادیث سے ثابت ہے۔

دیدارِ الٰہی کی تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ○ (یونس:۲۶)

''جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے بھلائی اور مزید اس سے بھی زیادہ''۔

رسول اللہ ﷺ نے آیت میں ''زیادۃ'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ وہ اپنے رب کا دیدار کرسکیں گے اور اس کا بیان صحیح مسلم میں سیدنا صہیب اور حسن بن عرفہ عن انس رضی اللہ عنہ سے ہے اور ابن جریر نے کعب بن عجرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سیدنا موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کی ہے۔

صاحب تفسیر ابن جریر نے کعب بن عجرہ، سیدنا ابو بکر الصدیق اور حذیفہ، اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے اور تابعین کی ایک جماعت نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

دیدارِ الٰہی کی چوتھی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ۞ (المطففین: ۱۵)

''بیشک یہ کفار قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم رہیں گے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے کفار کو بہت بڑی سزا یہ دی کہ ان کو اپنے دیدار سے محروم کر دیا ہے، اگر اہل ایمان بھی اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھتے اور اس کا کلام نہ سنتے تو وہ بھی دیدارِ الٰہی سے محروم رہتے، امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے ائمہ نے بھی دیدار الٰہی کے جواز پر اس سے استدلال کیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سبب جب یہ کفار دیدار الٰہی سے محروم کیے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے دوست بندے اس کی رضا مندی کے سبب اس کے دیدار سے سعادت مند ہوں گے۔ امام الربیع نے کہا ''ابو عبداللہ تم دیدار الٰہی کے قائل ہو؟ تو انہوں نے فرمایا، ہاں بیشک، میرا یہی عقیدہ ہے۔

دیدارِ الٰہی کی پانچویں دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۔ (الانعام: ۱۰۳)

''وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے کہ نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے۔''

اور یہ آیت تو بظاہر رؤیت الٰہی کے منکرین کی دلیل ہے، جبکہ حقیقت میں یہی رؤیت الٰہی کے ثابت ہونے کی دلیل ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **لاتدرکہ الابصار** کا مطلب ہے کہ نگاہیں اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں، یعنی پورے طور پر اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔

عطیہ فرماتے ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے لیکن پورے طور پر نہیں دیکھ سکیں گے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے کہ لوگ اپنی نگاہوں سے اس کو دیکھ سکیں، یعنی یہ محال ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کا احاطہ کر سکے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔

دیدارِ الٰہی کی چھٹی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ o اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ o (القيامة: ٢٣، ٢٤)

''اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

ابن مردویہ نے اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ** کچھ چہرے قیامت کے دن حسن و جمال میں مست ہوں گے **اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ** اور اللہ عزوجل کے چہرۂ مبارک کو دیکھ رہے ہوں گے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یعنی اہل جنت اپنے رب عزوجل کے چہرہ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

یزید بن ہارون نے حضرت حسن سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔

رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ متواتر ہیں۔ جنہیں سیدنا ابوبکر، ابوہریرہ، ابوسعید، جریر بن عبداللہ، صہیب، عبداللہ بن مسعود، علی بن ابی طالب، ابوموسیٰ، عدی بن حاتم، انس بن مالک، بریدہ، اور ابوزرین، جابر، ابوامامہ، زید بن ثابت، عمار، عائشہ اور عبداللہ بن عمر، ابی بن کعب بن عجرہ اور فضالہ بن عبید، رضوان اللہ علیہم اجمعین، وغیرہم بیان

کیا ہے اور ہم فی الحال انہیں ناموں پر اکتفا کرتے ہیں اور ان میں سے چند احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا قیامت کے دن ہم لوگ اپنے رب کو دیکھ سکیں گے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا چودھویں کی چاندنی رات کو تم لوگ چاند کو دیکھنے میں کوئی شک محسوس کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں! آپ نے فرمایا جب سورج کے اوپر بدلی نہ ہو تو اس کو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو لوگوں نے کہا، کچھ نہیں؟ آپ نے فرمایا اسی طرح اپنے رب کو عیاں اور ظاہر دیکھ سکو گے! الخ

صحیحین میں قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے چودھویں کی رات کے چاند کو دیکھ کر فرمایا ''تم لوگ اپنے رب کو ویسا ہی کھلم کھلا دیکھ سکو گے، جیسے اس وقت چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہیں، اسی طرح اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو بھی دیکھنے میں کوئی زحمت نہیں محسوس کرو گے، تو جہاں تک ممکن ہو سکے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز سے مغلوب نہ ہوسکو تو ایسا ضرور کرو، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○ (ق: ۳۹)

اور اپنے رب کے حمد کی تسبیح پڑھو سورج نکلنے سے پہلے اور دن ڈوبنے سے قبل۔

صحیح مسلم میں سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تمام جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ عزوجل فرمائیں گے کچھ اور چاہتے ہو جو میں مزید عطا کروں؟ جنتی کہیں گے کہ رب العلمین کیا آپ نے ہمارا چہرہ روشن نہیں کر دیا، کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ تو اس وقت اللہ رب العزت اپنا حجاب ہٹا دیں گے اور تمام اہل جنت اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر سب سے محبوب اپنے رب کے دیدار کو سمجھیں گے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ'' نیک بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور مزید کچھ زیادہ بھی، اس موقع پر بعض صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اسلام

نے کہا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آیت "لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ" کی تلاوت کی تو لوگوں نے آپ سے کہا، اے خلیفہ رسول یہ "زِیَادَۃٌ" سے مراد کیا ہے، تو انہوں نے فرمایا، اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اللہ تبارک کے چہرۂ مبارک کو دیکھنا اور اسی طرح حذیفہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

عمارۃ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تکمیل کا مطلب جنت میں داخل ہونا اور اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کرنا ہے۔

عبداللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کوفہ کی مسجد میں سنا، وہ کہہ رہے تھے، واللہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور تمہارے درمیان اس طرح کی تنہائی ہوگی جیسے تم چودھویں کی چاندنی رات میں چاند کے ساتھ تنہا ہوتے ہو، تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے ابن آدم کس چیز نے تمہیں مجھ سے دھوکے میں ڈال رکھا تھا؟ تم نے میرے پیغمبروں کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رؤیت (دیدار) کی روایت کی ہے وہ تیئیس راوی ہیں جو تمام کے تمام صحیح ہیں۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ "رؤیت" کی حدیث کی روایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اگر ان کے درمیان اختلاف ہوتا تو ہم تک نقل ہوا ہوتا جیسا کہ صحابہ میں اللہ تعالیٰ کو اسی دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بارے میں اختلاف ہوا اور ہم تک اس اختلاف کی روایت نقل ہوئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بعض عاملوں کو یہ لکھا۔

وبتقوی اللہ نجا اولیاء اللہ من سخطہ وبھا وافقوا انبیاء وبھا نضرت وجوھھم ونظروا الی خالقھم

"اللہ کے تقویٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے

بچے، اور اسی کے ذریعے انبیاء کرام کا ساتھ نصیب ہوا اور اسی کے ذریعے ان کے چہرے روشن ہوئے اور انہوں نے اپنے خالق کو دیکھا۔"

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے عابدین کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ آخرت میں اپنے رب کا دیدار نہیں کرسکیں گے تو دنیا میں ان کی جانیں پگھل جائیں، اعمش نے کہا کہ اہل جنت میں سب سے معزز وہ ہوں گے جو رب العالمین کو دیکھیں گے۔

پچیسواں باب

جنت کی ابدیت اور اس کا فنا نہ ہونا

یہ یقین سے جانا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (ھود:۱۰۸)

اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے اور جب تک آسمان اور زمین باقی ہیں تب تک ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

اور ان دونوں باتوں میں کہ آسمان و زمین کی بقاء تک جنتی جنت میں رہیں گے اور اس بات میں کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔

معمر ضحاک سے روایت کرتے ہیں، کہ پہلی بات ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنم سے نکالے جانے کے بعد جنت میں جائیں گے، تو وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے سوائے اتنے دنوں کے جتنے دن وہ پہلے جہنم میں رہے ہوں گے اور یہ وہ مسئلہ ہے، جس میں متأخرین نے تین اقوال کے ذریعے اختلاف کیا ہے۔

① ...... جنت اور جہنم فانی ہیں ابدی نہیں ہیں، اسی طرح وہ حادث ہیں یعنی بعد میں پیدا کی گئی ہیں۔

② ......دونوں دائمی طور پر باقی رہنے والی ہیں۔

③ ...... جنت باقی رہنے والی ہے اور جہنم فنا ہونے والی ہے۔

جنت اور جہنم کے فنا ہونے کے بارے میں جہمیہ کا عقیدہ

جہم بن صفوان، امام المعتضلہ جہمیہ کا عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم دونوں فنا ہو جائیں گی، لیکن جہمیہ کے اس قول کا قائل صحابہ اور تابعین میں سے کوئی نہیں ہے، اور اسی لیے اہل السنہ نے جہمیہ کو کافر کہا ہے کیونکہ انہوں نے قرآن کو جھٹلایا ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اکلها دائم وظلها''

''جنت کے پھل اور اس کے سائے بھی ہمیشہ رہیں گے۔''

جبکہ جہمیہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان هـذا لرزقنا ماله من نفاد یہ ہماری روزی ہے جو کبھی ختم نہ ہو گی۔

جبکہ جہمیہ کہتے ہیں کہ ختم ہو جائے گی۔

البتہ سورہ ہود کی وہ آیت جس میں ہے ''الا ماشاء ربک ''یعنی جب تک اللہ چاہے گا یہ نعمتیں رہیں گی اور اس آیت عطاء غیر مجذوذ اللہ کا عطیہ ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا، (غیر مجذوذ یعنی غیر مقطوع) ان دونوں متضاد بیانوں میں بظاہر کوئی اختلاف نہیں۔

اور سب سے اچھی بات جو اس بارے میں کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چاہت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ تمام ''سعدا'' جنت میں اپنے موقف میں نہیں رہیں گے بلکہ وہی جنہیں اللہ چاہے ٹھہرا رکھے، یہاں استثناء سے مراد یہی ہے۔

کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ عرب جب کسی کثیر یا اکثر چیز میں سے کسی چیز کو مستثنیٰ کرتے ہیں تو وہاں الا کا معنی واو ہوتا ہے تو اس روایت کے مطابق آیت کا ترجمہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو باقی رکھنے کے لیے جتنی بھی چاہیں مدت بڑھا سکتے ہیں۔

ایک دوسرے گروہ نے یہ کہا کہ یہاں اس بات کی خبر دی جا رہی ہے کہ اہل جنت اپنے خلود کے باوجود مشیت الٰہی کے تابع ہوں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ۔ (بنی اسرائیل: ۸۶)

''اور اگر ہم چاہیں تو جو کتاب ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اسے محو کر دیں۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۝ (الشوری: ۲۴)

''اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے۔''

ان تمام اقوال کو جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ کے لیے رکھے گا سوائے اس وقت کے جب اللہ چاہے کہ وہ جنت میں نہ رہیں۔ اس میں ان کا دنیا اور برزخ اور موقف القیامۃ یعنی میدان حشر میں قیام اور پل صراط پر اور بعض لوگوں کا اس مدت میں جہنم میں رہنا شامل ہے، بہرحال یہ آیت الا ماشاء ربک عطاء غیر مجذوذ متشابہات میں سے ہے۔

صحیحین میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی اور جنت اور جہنم کے سامنے کھڑی کی جائے گی، پھر اہل جنت کو آواز دی جائے گی وہ سب ڈرتے ہوئے جھانکیں گے، ان کے بعد اہل جہنم کو آواز دی جائے گی وہ خوش ہو کر جھانکیں گے، ان سے پوچھا جائے گا کہ تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب کہیں گے ہاں یہ تو موت ہے، اس کے بعد جنت اور جہنم کے سامنے ہی اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر اہل جنت کو پکار کر کہا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ اس میں رہو گے یہاں اب موت نہیں آئے گی، پھر اہل جہنم کو آواز دے کر کہا جائے گا اب تم کو ہمیشہ یہیں رہنا ہے تمہیں موت نہیں آئے گی۔

جہنم کی ابدیت کے بارے میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سلف صالحین کے اس بارے میں دو مشہور اقوال ہیں، جبکہ میں نے کہا کہ یہاں اس بارے میں سات اقوال ہیں۔

پہلا قول:

جو خوارج اور معتزلہ کا ہے، جو اس میں جائے گا کبھی نہ کبھی نکالا جائے گا۔

دوسرا قول:

اہل جہنم کو ایک مدت تک عذاب دیا جائے گا، پھر ان کی حالت بدل جائے گی اور ان کی جہنمی حالت باقی رہے گی اور وہ اس سوزش کے عذاب کے عادی ہو جائیں گے جس سے ان کو ایک گونہ لذت محسوس ہوگی، کیونکہ آگ ان کی طبیعت اور مزاج کے موافق ہو جائے گی۔ یہ ابن عربی کا قول ہے۔

تیسرا قول:

تیسرا قول ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ اہل جہنم اس میں ایک مدت تک عذاب دیئے جائیں گے، پھر وہاں سے نکالے جائیں گے اور ان کے بعد ان کی جگہ دوسرے لوگ آئیں گے اور یہ یہود کا قول ہے۔ اس قول کو قرآن نے جھوٹا کہا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ: ۸۰)

"اور کہتے ہیں کہ جہنم کی آگ چند دن کے سوا ہمیں چھو ہی نہیں سکتی، ان سے کہہ دو کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے اقرار لے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا، بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔" (اور یہ یہود کا قول ہے)۔

چوتھا قول:

ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ جہنمی جہنم سے نکلیں گے اور جہنم ویسے ہی باقی چھوڑ دی جائے گی اس میں کسی کو عذاب نہیں دیا جائے گا، اس قول کی تردید کتاب وسنت سے ہوتی ہے۔

پانچواں قول:

ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ جہنم خود بخود ختم ہو جائے گی کیونکہ وہ حادث ہے اور جو چیز

حادث ہوتی ہے اس کا باقی رہنا محال ہے۔ یہ جہم اور اس کی جماعت کا قول ہے۔

چھٹا قول:

اہل جہنم کی زندگی ختم ہو جائے گی ان کی حرکت وسکون باقی نہیں رہے گی وہ کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کریں گے، یہ ابوالہذیل علاف کا قول ہے۔

ساتواں قول:

ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو فنا کر دے گا، کیونکہ اس نے جہنم کی ایک مدت مقرر کی ہے جب مدت ختم ہوئی تو جہنم ختم ہو جائے گی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول عمر، ابن مسعود، ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے۔

اور عبد بن حمید جو فن حدیث کے جلیل القدر امام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اہل جہنم کی تعداد ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر ہو گی تب بھی ان کا ایک دن ہو گا جب وہ اس دن جہنم سے نکالے جائیں گے۔

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے باری تعالیٰ کے اس قول کو ذکر کیا۔ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿النبا: ٢٣﴾ ''اس جہنم میں ٹھہرے رہیں گے ایک مدت تک'' اور اس روایت کی سند کے لیے اس کے راوی کی جلالت ہی کافی ہے۔

اور جن لوگوں نے جہنم کی ابدیت کے بارے میں کہا ہے انہوں نے اس پر منعقد اجماع کو دلیل بنایا ہے جبکہ اس مسئلے میں اجماع ہوا ہی نہیں ہے۔

ایک دلیل ان کی جہنم کی ابدیت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ قرآن نے کہا کہ جہنم کا عذاب مستقل اور دائم ہے اور یہ صحیح ہے کہ قرآن نے ایسا کہا ہے لیکن دراصل بحث تو اس بارے میں ہے کہ آیا جہنم ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گی یا ہمیشہ کے لیے باقی رہے گی؟ اور قرآن کہتا ہے کہ جہنم میں عذاب پانے والے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک جہنم باقی رہے گی۔

جنت اور جہنم کے شرعاً وعقلاً دائمی بقاء کے درمیان کئی وجوہات کی بنا پر بہت فرق ہے۔

پہلی وجہ

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی نعمتوں کے بقاء و دوام کی اطلاع دی ہے، لیکن اہل جہنم کے بارے میں صرف جہنمیوں کے جہنم میں باقی رہنے اور اس میں سے ان کے نہ نکلنے کی بابت خبر دی ہے اور ان دو اطلاعات کے بارے میں فرق واضح ہے۔

دوسری وجہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہنم کی عدم ابدیت کی تین جگہوں پر خبر دی ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّارُ مَثْوٰكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۝ (الانعام: ۱۲۹)

''جہنم تمہارے ٹھکانا ہے ہمیشہ اسی میں جلتے رہو گے مگر اللہ تعالیٰ جو چاہے۔''

دوسرے مقام پر فرمان ربی ہے:

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ . (هود:۱۰۷)

''ہمیشہ اسی میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں، مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لّٰبِثِيْنَ فِيْهَا اَحْقَابًا ۝ (النبا:۲۳)

اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔

اہل جنت کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ (هود:۱۰۷)

بیشک تمہارا رب جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔

اور اہل جنت کے بارے میں فرمایا:

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ

''یعنی بخششیں ہے، نہ ختم ہونے والی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل جہنم کے ساتھ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور اس کی ہمیں

خبر بھی نہیں دیتا اور اس کا عذاب وقت کے ساتھ مقرر ہے جس کا تعین نہیں، لیکن جنت کے انعام کی بابت ایسا نہیں ہے۔

تیسری وجہ:

جنت چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے اور جہنم اس کے غضب کا سبب اور جبکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس کا ذکر اپنی کتاب میں لکھ دیا، وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے عرش پر رکھی ہوئی ہے، اس میں یہ لکھا ہے'' ان رحمتی تغلب غضبی ''میری رحمت میرے غضب پر غالب رہتی ہے۔

توجب اس کی رضا اس کے غضب پر سبقت کر چکی ہے اور ہمیشہ وہ غالب ہی رہتی ہے تو پھر اس کی رضاء کا موجب اور اس کی رحمت کا موجب دونوں کے درمیان برابری کا ہونا مشکل ہے کیونکہ جو چیز رحمت کے ساتھ ہے وہ اس کی ذات کا مقصود ہے اور جو اس کے غضب کی بنا پر وہ دوسرے کے لیے مقصود ہے، تو اس کا غضب مغلوب اور مسبوق اور دوسروں کے لیے مقصود ہوتا ہے، اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے ہوتی ہے وہی غالب، سبقت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی مراد کے مطابق ہے۔

اور نعمت کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور عذاب کو اپنی مخلوقات کی طرف منسوب کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۝

(حجر: ۴۹، ۵۰)

''میرے بندوں کو خبر کر دو کہ میں بخشنے والا رحم کرنے والا ہوں۔ اور میرا عذاب بڑا دکھ دینے والا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (المائدۃ: ۹۸)

"جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت سخت سزا والا ہے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے مطابق ہوتا ہے تو وہ اس کے اسماء وصفات کے دوام کے ساتھ ہمیشہ باقی اور دائم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے تقاضوں میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سزا دینے والا ہے۔

چھبیسواں باب

جنت میں داخل ہونے والے آخری جنتی کا بیان

صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس جہنمی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور اس جنتی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا، آپ نے فرمایا یہ وہ شخص ہوگا جو جہنم سے گھٹنے کے بل نکلے گا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے جا جنت میں داخل ہو جا، وہ شخص جنت کے پاس آئے گا تو اس کو ایسا محسوس ہوگا کہ جنت تو اب بھر چکی ہے، تو وہ لوٹ کر جائے گا اور کہے گا کہ پروردگار میں نے جنت تو بھری ہوئی پائی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے جا چلا جا اور جنت میں داخل ہو جا، تمہیں جنت ایسی ملے گی جیسے دنیا کی وسعت بلکہ اس سے دس گنا زیادہ، یہ سن کر وہ جنتی کہے گا، میرے مولا آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایسے زور سے ہنسے کہ آپ کے سامنے والا دانت دکھائی دینے لگے۔

مسلم نے بھی مغیرہ بن شعبہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے والا سب سے آخری جنتی کون ہوگا؟ اور جہنم سے نکلنے والا آخری جہنمی کون ہوگا؟ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے سامنے اس کے سب سے چھوٹے گناہوں کو پیش کرو اور بڑے گناہوں کو اٹھا رکھو، تو اس کے سامنے اس کے سب سے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے، اس سے پوچھا جائے گا تم نے فلاں اور فلاں دن ایسا اور ایسا کیا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ ہاں میں نے کیا ہے وہ انکار نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے بڑے گناہوں کی پیشی سے ڈرتا ہوگا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جاتی ہے تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب میں نے بہت سے ایسے گناہ کیے ہیں کہ جنہیں آج میں یہاں نہیں دیکھ رہا؟

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اس بات پر ایسا ہنسے کہ آپ کے سامنے والے دانت چمکنے لگے۔

ستائیسواں باب

جنت کی بشارت کے مستحق کون؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ (البقرة:۲۵)

''جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے باغ ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰم سجدة: ۳۰)

''بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر ڈٹے رہے تو ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ ڈرو مت اور نہ رنج کرو اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا۔''

اس طرح کی بشارت قرآن میں بہت ہے اور وہ تین بنیادوں پر ہے۔

(۱) ایمان (۲) تقویٰ (۳) اور خالص اللہ تعالیٰ کے لیے سنت کے مطابق کیا گیا عمل۔

ان تینوں اصولوں کے مطابق چلنے والے لوگ ہی اس بشارت کے مستحق ہیں، ان کے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی اور نہیں ہیں اور انہی تینوں اصولوں پر قرآن وسنت کی بشارتوں کا دارومدار ہے۔ یہ سب دو اصل میں جمع ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اخلاص کا ہونا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ نیکی کرنا پھر یہ سب ایک خصلت کی طرف لوٹتی ہیں، ان سب باتوں میں اللہ رب العزت کی محبت کا پایا جانا اور وہ

اعمال جو اس اصل کی تفصیل ہیں ان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں اور سب سے بلند شاخ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے سے اذیت دینے والی چیزوں کو دور کرنا ہے اور انہیں دونوں شعبوں کے درمیان تمام شعبے پائے جاتے ہیں، یعنی جن باتوں کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنا اور آپ نے ایجاباً یا استحباباً جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان میں آپ کی اطاعت کرنا۔

اور جس نے یہ سمجھا کہ ایمان صرف قول ہے عمل کے بغیر، یا یہ کہنا کہ ایمان صرف قول ہے اور اعمال شرائع ہیں تو اس کا قائل مرجئ ہے اور جو شخص یہ کہے کہ اس کا ایمان فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے تو وہ بھی مرجیہ ہے، اور تقدیر میں خیر و شر، شیریں اور تلخ، محبوب اور مکروہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مقرر کیا ہے، ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے تجاوز نہیں کر سکتا بلکہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تقدیر کے مطابق چل رہے ہیں۔

زنا، چوری، شراب، قتل، حرام مال کھانا اور معاصی یہ سب قضاء الٰہی سے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے لیے حجت نہیں ہیں بلکہ حجت بالغہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اس کی مخلوق کے اوپر، اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جائے گا لیکن ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کے بارے میں گواہی نہیں دیتے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہے مگر یہ کہ اس کا یہ عمل حدیث میں ہے۔

اسی طرح ہم کسی کے بارے میں یہ گواہی نہیں دیتے کہ وہ اپنی نیکی کی وجہ سے جنت میں ہوگا مگر یہ اس کا عمل حدیث میں ہوگا۔

ہم اہل قبلہ کے بارے میں خاموش ہیں ان میں سے کسی کو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اور نہ ہی ان کو اسلام سے خارج کرتے ہیں مگر یہ کہ وہ حدیث میں ہے۔

کانے دجال کا وجود حق ہے، عذاب قبر حق ہے، محمد ﷺ کا حوض حق ہے اور پل صراط حق ہے، لوح محفوظ ہی سے بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں جس میں ان کی قضاء و قدر ہے

شفاعت حق ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب یا کسی صحابی کو گالی دی یا ان پر عیب لگائے، تو وہ خبیث رافضی ہے کیونکہ صحابہ کی محبت سنت ہے اور ان کے لیے دعا کرنا کارِ ثواب ہے؟ ان کی اقتداء کرنا وسیلۂ نجات ہے اور ان کے طریقے کو اختیار کرنا فضیلت ہے۔

چاروں خلفاء راشدین رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے بہتر لوگ ہیں، ان میں سے کسی پر اعتراض کرنا کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے اور جس نے ان پر طعن و تشنیع کیا تو ان کو سزا دینا خلیفہ وقت کا فرض ہے اور کسی حاکم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان کو معاف کر دے۔

"الشفاعة وبيان الذين يشفعون كما ورد في القرآن والسنة الصحيحة"

کا اردو ترجمہ

شفاعت

کتاب و سنت کی روشنی میں

تالیف

ابراهيم بن عبد الله حازمی

ترجمہ

مولانا زبیر احمد سلفی حفظہ اللہ

تصحیح و تقدیم
مولانا مختار احمد سلفی

تسہیل
مولانا عبد اللہ سرور حفظہ اللہ العالی

ناشر

دار الکتب السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

042-7237184, 7230271, 7213032